درس حدیث

محمد اظہر مدنی

عیب جوئی حرام ہے

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: صعد رسول الله صلی ا لله علیه وسلم المنبر فنادی بصوت رفیع فقال: یا معشر من اسلم بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه، لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروهم ولا تتبعوا عوراتهم، فانه من تتبع عورة أخیه المسلم تتبع الله عورته، ومن نتبع الله عورته یفضحه ولو فی جوف رحله (سنن الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور باآواز بلند لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! جو اپنی زبان سے اسلام لائے ہو اور ایمان ابھی جن کے دلوں تک نہیں پہنچا ہے، مسلمانوں کو تکلیف نہ دو اور انہیں عار نہ دلاؤ اور نہ ہی ان کے عیبوں کو ڈھونڈھو اس لئے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب ڈھونڈھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ڈھونڈھے گا اور جس کے عیب کو اللہ تعالیٰ ڈھونڈھے گا اس کو ذلیل کر دے گا اگر چہ وہ اپنے مکان ہی میں کیوں نہ ہو۔

تشریح: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ایک انسان کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ اس لئے کسی بھی انسان کی جان، مال، عقل یا عزت و آبرو سے چھیڑ چھاڑ کرنا حرام ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں، اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔

کسی بھی انسان کو تکلیف وایذاء پہنچانے والی برائیوں میں سے ایک برائی اس کی عیب چینی ہے۔ جبکہ شریعت اسلامیہ نے پردہ پوشی اور کسی کے عیب چھپانے کی بڑی اہمیت وفضیلت بیان کی ہے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی دنیا میں کسی بندے کا عیب چھپائے گا اللہ تعالی بروز قیامت اس کے عیب پر پردہ ڈال دے گا۔ کون ایسا انسان ہے جس کا یہ دعوی ہو کہ اس کے اندر عیب نہیں ہے۔ وہ عیبوں سے پاک وصاف ہے۔ آپ کو کوئی بھی نہیں ملے گا بلکہ ہر انسان کے اندر کوئی نہ کوئی عیب ضرور پایا جاتا ہے۔ اس عیب کو چھپانا، اس کی ستر پوشی کرنا ہم پر واجب ہے۔ لیکن آج اس کے برخلاف لوگ ایک دوسرے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، اس کی ٹوہ میں لگ جاتے ہیں۔ عیبوں کو تلاش کرنے میں نہ جانے اللہ کے کن کن حدود کو پھلانگ جاتے ہیں جس کا ان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ دوسرے کے عیوب تلاش کرنے میں نہ جانے خود کن کن برائیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں، گناہوں کے دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور یہ مرض جس شخص یا جس سماج ومعاشرہ میں عام ہو جائے، اس سماج کے لوگ کبھی بھی چین وسکون سے نہیں رہ سکتے اور نہ دوسروں کو رہنے دے سکتے۔ اس کے بہت سارے مضر اثرات ہیں اسی لئے شریعت اسلامیہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور ستر پوشی کی اہمیت کو اجاگر فرمایا ہے بلکہ یہی نہیں نبی کریم ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ جو شخص کسی کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈال دے گا اور جو اس قبیح اور مذموم عمل میں ملوث ہوگا اللہ تعالی بروز قیامت اس کو اس قبیح اور مذموم عمل میں مبتلا فرمادے گا۔ اور یہ عیب جوئی اس کو جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائے گی۔ سورہ الہمزہ میں اس کی بربادی، خرابی اور ہلاکت کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو۔ جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا ہرگز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا ہوگی؟ وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی۔ جو دلوں پر چڑھتی جائے گی۔ اور ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔

مسلمانوں کے عیوب کو ظاہر کرنا بدترین عمل ہے۔ سفر معراج کے موقع رسول اللہ ﷺ کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی آبروریزی اور ان کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی ان کے عیوب کو کھوج کھوج کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے اس سے اس کی سنگینی کا پتہ چلتا ہے کہ یہ کتنا بدترین عمل ہے۔ ہم تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالی اس برائی سے محفوظ فرمادے جس کی ہلاکتیں اور سنگینیاں اتنی ہیں کہ بروز قیامت خود اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے پیچھے پڑ جائے گا اور اس کو ذلیل ورسوا کر دے گا اور جس کے پیچھے اللہ تعالی خود پڑ جائے اس کو کون بچا سکتا ہے۔ مولائے کریم کسی بھی مسلمان کی تذلیل وتحقیر کرنے، اس کے عیوب کو برملا بیان کرنے اور عزت وحرمت کی پامالی، عیب جوئی، طعنہ زنی، برا بھلا کہنا، توہین کرنا وغیرہ سنگین برائیوں سے محفوظ فرمانے کے ساتھ ساتھ توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین وصلی اللہ علی نبینا محمد ﷺ ☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہٰ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
میراث میں خواتین کا حصہ ۷
العقود الذھبیۃ فی شرح الصفات الالہیۃ۔صفت محبت ۱۰
نماز قصر کے احکام ومسائل ۱۳
فضائل اخلاق ۱۷
ہندوستان میں وہابی تحریک کے تجدیدی واصلاحی کارنامے ۲۲
رپورٹ مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ۲۵
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۹
جماعتی خبریں ۲۹
دوروزہ عالمی سیمینار بعنوان شیخ محمد عزیر شمس رحمہ اللہ۔حیات وآثار ۳۱
کلینڈر ۲۰۲۳ء ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ـــــــــ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ـــــــــ ۷/روپے
پاکستان ـــــــــ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

غیر مسلموں کے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق

عرب میں عام لوگوں کے سماجی ومعاشرتی حالات نہایت ہی ناگفتہ بہ تھے، جیسا کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں بیان کیا تھا کہ بادشاہ سلامت! ہم اپنے مالک وخالق کو بھول چکے تھے اور غیروں کی عبادت وپرستش کرنے لگے تھے، ہم میں سے قوی کمزور کو ستاتا تھا اور ہم مردار کھاتے تھے، الغرض انسان اس وقت جانوروں سے بھی بدتر ہو چکا تھا۔أُولَـٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَـٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ''یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔'' (الاعراف :۱۷۹) کی کیفیت طاری تھی۔امانت ضائع ہو چکی تھی، راستے غیر مامون ہو چکے تھے، جنگل راج چاروں طرف تھا، عزتیں محفوظ نہیں تھیں۔ چوری ،ڈکیتی، زنا کاری، بدکاری، خیانت، دھوکہ دھڑی، وعدہ خلافی، نفرت وتعصب اور دشمنی میں اپنے اور غیروں کی پہچان بھلا چکے تھے۔عورتوں کا حال انتہائی برا تھا۔وہ بازار کے مال اور جانوروں سے بھی زیادہ بدتر عام حالات میں محسوس کی جاتیں اور ان کی نحوست کا ہر طرف چرچا تھا۔بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے، اپنے ہاتھوں سے گڈھا کھود کر ان کو زندہ زمین میں دبا دیتے تھے اور وہ چیختی پکارتی رہ جاتی تھیں۔اتنے ناگفتہ بہ اور برے حالات میں بھی لوگوں کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ انتہائی مخلصانہ، سلوک انتہائی بہتر، اخلاق وکردار انتہائی اچھا اور ستھرا اور معاملات انتہائی پاک وصاف اور احسن وافضل تھے۔ یہاں تک کہ ہر قبیلہ میں پائے جانے والے تعصب ونفرت کی آندھیوں کے باوجود آپ صادق وامین اور رحیم وکریم کے خطاب سے نوازے جاتے تھے اور لوگ آپ کی ترجمانی اپنی زبان قال وحال سے کرتے ہوئے ''سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے'' گنگنایا کرتے تھے۔ ہر اپنا اور پرایا آپ پر فدا ہوا چاہتا تھا۔دنیا میں جتنے فضائل ومحاسن، محامد ومناقب، اوصاف حمیدہ وخصائل طیبہ وحبیبہ، اخلاق فاضلہ اور افعال نبیلہ پائے جاتے ہیں وہ سب کلمات جامعہ

وبالغہ اور کاملہ وعظیمہ ''الصادق الأمین'' میں سمٹ آئے ہیں۔ یہ دوالفاظ پورے قوامیس عالم، لسانہائے مختلفہ اور لغات متنوعہ ومتفرقہ میں اتنے جامع مانع اور وسیع وعریض ہیں کہ دنیا کے سارے کمالات اور خوبیاں ان میں شامل ہیں اور دنیا کی ہر ناقص، بری اور مکروہ بات کی اس سے نفی ہوجاتی ہے۔اس قدر عظیم خطاب، والہانہ وعظیم اعزاز، اہم اعتراف فضل وکمال، تزکیہ وتحسین کا سرٹیفیکٹ اور تمغہ قرآن کریم، سنت رسول اور آپ کے جانباز صحابہ وفدا کاروں نے نہیں اغیار اور غیر مسلم بھائیوں نے چالیس سالوں کے مسلسل اور بڑے تجربے کے بعد دیا تھا، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ محاسن اسلام اور نبوی زندگی سے پہلے بھی آپ سب سے بڑے محسن انسانیت رحیم وکریم اور رحمۃ للعالمین ثابت ہوئے تھے۔

جس وقت آپ کو اعزاز نبوت اور منصب رسالت سے سرفراز کیا گیا تھا اس وقت جو بہت سے اہم اور عظیم خطاب اور اوصاف آپ کے بتائے گے وہ یہی تھے کہ آپ ایک غیر مسلم معاشرے میں جہاں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے ایک مسلمان نظر نہیں آتا تھا سب کے لئے سب سے زیادہ مفید ومحسن اور مشفق انسان تھے۔غیر مسلم اور برادران وطن کے تمام کمزوروں کی مدد، مظلوموں کی داد رسی، بیواؤں کی خبر گیری، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، مصیبت زدہ لوگوں کا تعاون اور بلا تفریق مذہب خصوصاً غیر مسلم مہمانوں کی ضیافت آپ کا طرۂ امتیاز اور اہم نشان تھا۔

آپ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس انتہائی گھبراہٹ کی گھڑی میں آپ کی تسلی کے لئے یہی تو کہا تھا کہ آپ اپنے پرائے کی تمیز کئے بغیر، بلکہ کفار ومشرکین، معبود برحق کی عبادت نہ کرنے والے اور کفر وشرک میں لت پت لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ان کے ساتھ آپ کا حسن اخلاق سے پیش آنا ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ کوئی آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور آپ ہلاک وبرباد نہیں ہوں گے۔ بلکہ اب جب کہ خصوصی طور پر آپ کو اسلام کا پیغامبر بنادیا گیا ہے تو آپ اور زیادہ فریضہ سمجھ کر رب کریم اور الہ واحد کے متعین کردہ آخری پروفٹ اور ذمہ دار رسالت کی حیثیت سے ساری دنیا کی خیر خواہی کا دم بھریں اور اسی راہ میں مریں اور قربان ہوجائیں۔ آپ کی یہ تڑپ ذات پات، دین ودھرم، پورب پچھم، دائیں بائیں اور اونچ نیچ کے حصار میں محصور ہرگز نہ ہوگی، بلکہ یہ صلائے عام ہوگا اور آپ ساری کائنات کے لئے رحمت وشفقت کے رسول گرامی ہوں گے اور گریٹ فل میسنجر۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ''اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے'' (الانبیاء:۱۰۷) بلکہ اگر آپ اپنے متبعین اور مسلمانوں کی تکلیف پر آہ وافسوس کرنے والے ہوں گے اور ان کی ادنی تکلیف آپ پر گراں گزرے گی اور آپ ان کے خیر خواہ اور ان کے حق میں بھلائی کے حریص ولالچی ہوں گے تو اس سے بڑھ کر غیر مسلم بھائیوں کے نقصان اور ان کی تکلیف، عذاب اور مصیبت کے تصور سے اپنی جان ہتھیلی میں لے کر ان کو غرقاب اور برباد ہونے سے بچانے کے لئے کود پڑیں گے اور ہر ممکن طور پر ان کو اس خسارہ دنیوی واخروی اور ذلت وخواری سے بچانے کے لئے سب کچھ قربان کر کے بھی یہی نہیں کہ تڑپ جائیں گے اور غم کھائیں گے بلکہ شاید مارے حزن وملال اور فکر واندوہ کے ان کی محبت وشفقت میں ان کے ہدایت یاب نہ ہونے پر اپنا گلا خود گھونٹ ڈالیں گے: فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ''پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے''۔ (الکھف:٦)

اس سے بھی زیادہ ہمدردی کبھی کسی کو کسی کے ساتھ کرتے کسی نے دیکھا ہے؟ آج کوئی شخص اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو ادنی تعلیم وتربیت سے آراستہ کر دیتا ہے تو اس کو عظیم محسن مانا جاتا ہے اور اس کا چرچہ ہر سو ہوتا ہوا نظر آتا ہے اور اگر کوئی دوسرے دھرم اور ملک کا انسان اس طرح کا احسان کرے تو وہ شہرۂ آفاق ہوجاتا ہے اور انسانیت نوازی، علم دوستی اور خیر خواہی اور اخلاص جیسے عظیم ایوارڈ سے نوازا جاتا ہے اور یہاں حال یہ ہے کہ سارے عالم اور قیامت کے دن تک آنے والی تمام نسل انسانی اور خلق ربانی کے لئے یکساں تڑپ طاری ہے اور دعا دہن مبارک پر جاری ہے کہ اے اللہ! میں ان کا بھلا چاہتا ہوں اور ان کو مجھے مار مار کر لہولہان کر کے میری خیر ونصح کی باتوں کو سننا بھی گوارا نہیں ہوا اور تیرا غضب ان کو نیست ونابود کر دینے کے لئے نازل بھی ہوا پھر بھی ان کی ہٹ دھرمی عیاں ہوکر رہ گئی۔ یہ کبھی بھی اپنے اس محسن عظیم پر ظلم وبربریت سے باز نہیں آئیں گے لیکن ان کی آنے والی نسلوں سے ہی کوئی ہماری محبت اور خیر خواہی کو قبول کرنے والا نکل آئے گا، اس لئے ان دو پہاڑیوں کے درمیان ان کو پیس کر ہلاک کر دینے کے بجائے ان کی ہدایت فرما۔ یہ نادان ہیں، میں تجھ سے ان

کی ہدایت کے لئے دست سوال پھیلا رہا ہوں اور میں تجھ سے ایک بھکاری بن کر انسانی بنیادوں پر بھیک مانگ رہا ہوں۔ یہ میرے اپنے ہی لوگ ہیں۔ **اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون.**

کیا چشم فلک نے غیروں کے حق میں ایسی اپنائیت سے وکالت اور دعا کرتے اور رحم کھاتے کبھی دیکھا ہے؟

خلعت نبوت سے قبل جب کہ آپ ﷺ کی عمر بیس سال کی تھی، مکہ میں چند مشرک قبائل قریش کے ذریعہ حلف الفضول کے نام سے قیام امن ونگرانی حقوق انسانی کے لیے عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک انجمن قائم ہوئی تھی اور جس میں شرکاء نے آپس میں یہ عہد وپیمان کیا تھا کہ ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے، ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے، ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے اور ہم زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔ اس اجتماع میں رسول اللہ ﷺ بھی اپنے مشرک چچاؤں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ قیام امن اور تحفظ حقوق انسانی کے کاز سے آپ کو اس قدر دلچسپی اور قلبی لگاؤ تھا کہ شرف نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی فرمایا کرتے تھے ''**لقد شهدت مع عمومتی حلفا فی دار عبد الله بن جدعان ما احب ان لی به حمر النعم ، ولو دعيت به فی الاسلام لاجبت**'' (ابن ہشام) کہ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں۔ اور اگر دور اسلام میں مجھے اس قیام امن وتحفظ حقوق انسانی کے عہد وپیمان کے لیے بلایا جاتا تو میں ضرور لبیک کہتا۔

عبداللہ بن اریقط کو ہم مذہب نہ ہونے بلکہ سخت مخالف اور جانی دشمنوں کے مذہب پر ہونے کے باوجود انتہائی نازک اور سخت ترین حالات اور حساس موقع پر سفر ہجرت میں دلیل راہ بنایا۔

سراقہ بن مالک بن جعشم کو جو ہجرت کے انتہائی نازک موقع پر آپ کی جان لینے کا سب سے زیادہ اتاؤلا ہو رہا تھا، یہی نہیں کہ معاف کر دیا بلکہ اس کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس اور پھنس جانے کے بعد بھی اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کے لیے دعا کی اور اس کو عظیم خوش خبری سنائی۔ حالانکہ آپ اس حملہ آور اور تعاقب میں سرپٹ دوڑنے والے جانی دشمن کو اسی وقت کیفر کردار تک پہنچا دینے کے لئے حق بجانب تھے۔

(٦) دیکھو آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کہ جنگل میں ایک درخت کے تلے تھکے ہارے لیٹے ہوئے ہیں اور دشمن چڑھ دوڑا ہے، گردن اڑانے کے لئے تیار کھڑا ہے اور مار ڈالنے سے پہلے پوری رعونت اور تحقیر آمیز انداز میں کہہ رہا ہے کہ تجھے مجھ سے اب کون بچا سکتا ہے؟ یعنی ایسی حالت میں جب تم لیٹے ہوئے ہو اور گرچہ اچانک تمہاری آنکھ کھل گئی ہے، مگر کیا نہتا اور لیٹا ہوا انسان تہہ تیغ ہونے سے بچ سکتا ہے؟۔ آپ نے اس پر قابو پالیا۔ جب وہ آپ کی تلوار کی زد میں آ گیا تو آپ نے اسے تھرتھر کانپتا دیکھ کر معاف کر دیا اور وہ آپ کا غلام ہو گیا۔

خیمہ ام معبد میں آپ ﷺ نے اس مشرکہ عورت کے ساتھ کس درجہ حسن سلوک کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی از کار رفتہ بکری کو دوہا۔ آپ کا مبارک ہاتھ تھن میں لگتے ہی برتن دودھ سے بھر گیا۔ جسے آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے خوب پیا اور بھرا برتن ام معبد اور اس کے اہل خانہ کے لیے چھوڑ گئے۔ اس کا شوہر جب گھر آیا تو اس وقت دودھ دیکھ کر حیران تھا۔ ام معبد سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا، تو اس نے سارا قصہ کہہ سنایا اور آپ کی توصیف یوں بیان کی:

''پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ سر کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے۔ آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک وپیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش وقار کیساتھ، گویا دلبستگی لیے ہوئے، دیکھنے میں زیبندہ ودل فریب، قریب سے نہایت شیریں وکمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی وبیشی الفاظ سے معریٰ، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی میں جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی ہو، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد وپیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتا تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں، مخدوم ومطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔''

مشرکہ عورت جس نے آپ کو صابی اور بد دین کہا تھا، اسے یہی نہیں کہ معاف کر دیا بلکہ اس کے پانی پر قبضہ جمانے کے بجائے اس کو اس سے زیادہ پانی، مال ومنال اور کھانے پینے کے جو سامان ہو سکتے تھے اچھی مقدار وتعداد میں عطا کیا، حد تو یہ ہے کہ اس کے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ آپ نے اور آپ کے صحابہ نے سخت جانی وایمانی دشمن ہونے کے باوجود کبھی تعرض نہیں کیا، تا آنکہ وہ گالیاں دیتے دیتے خود اپنے تمام قوم کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہو گئی۔

یہود کی ریشہ دوانیاں اول یوم سے ظاہر وباہر تھی، مدینہ آتے ہی ان سے

بھائی چارہ اور امن وآشتی کے ساتھ رہنے کا معاہدہ کیا کہ مذہب الگ ہوسکتا ہے انسانیت، انسانی بھائی چارہ اور ہم وطنی، آپسی بود وباش اور تجارت وتعاون میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہود نے شروع ہی سے بدعہدی کا ریکارڈ قائم کیا۔ علی الاعلان نبی ﷺ، ان کی عورتوں اور مسلمانوں کی ہجو اور سب وشتم میں دن رات ایک کردیئے، عام لوگ، اوباش اور منچلے نوجوان ہی نہیں روساء یہود اور سرداران قوم آپ کی ہجو میں کھلے بندوں گندے قصیدے لکھتے اور پڑھتے تھے۔ آپ نے ہرممکن طور پر فتنہ وفساد سے بچنے اور بچانے کی تلقین کی۔ ان سے لین دین روا رکھا، آپ ان کی عیادت کرتے، ان کو کھانا کھلاتے، ان سے قرض لیتے اور اس باب میں ان کی بدتمیزیوں اور سختیوں کو جو کسی بھی طرح بائع ومشتری اور قرض خواہ اور قرضدار کے درمیان جو ضابطے ہیں ان کو توڑنے پر بھی صبر وہمت اور انتہائی برداشت سے تعلقات استوار رکھنے کی کوشش کرتے۔ یہ عین غلبہ اسلام اور مسلمانوں کی حکمرانی اور فتوحات کے کے وقت کے واقعات صادقات ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا ایک روشن پہلو یہ بھی تھا کہ آپ مشرکین اور غیر مسلمین کے گھروں کو جا کر ان کے بچوں کی عیادت کرتے۔ جس سے بچوں کے ساتھ ان کے والدین متاثر ہوتے اور ان پر اپنے جگر کے ٹکڑوں کو نچھاور کرتے رہتے تھے۔

ثمامہ بن اثال سردار ملک یمامہ جس نے کون سا ایسا اقدام تھا جو آپ ﷺ کے خلاف نہ کیا ہو اور جو آپ کے قتل کے درپے نہ رہا ہو اور جو آپ کے پیارے اصحاب کا قاتل رہا ہو اور اسی غم میں مرتا ہو۔ مگر جب وہ گرفتار کرکے لایا گیا تو آپ نے مسلمانوں کو بھوکوں ماردینے والے مشن پر روانہ اس دشمن قوم وملت کے ساتھ اتنے اچھے برتاؤ کا مظاہرہ کیا کہ ان کا تصور بھی کوئی حکمران کسی ایسے بدترین حکمراں کے ساتھ نہیں کرسکتا، جس کے سر پر کتنے خونوں کا قرض تھا۔ وہ بزبان خود قتل کئے جانے کا اپنے آپ کو مستحق گردانتا تھا اسے بھی آپ ﷺ نے بلاسرزنش معاف فرمادیا۔

دیکھو! نبی رحمت ﷺ دشمن کو معاف ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کو کس قدر نواز رہے ہیں؟ غیر مسلموں کے بڑے اور اچھے لوگ جو مرگئے آپ ان کی خدمات کا اعتراف کرنے سے بھی نہیں تھکتے ہیں۔ روئے زمین پر اپنے بدترین دشمنوں کو جنہوں نے ظلم کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور آپ کو اصحاب اور اہل خانہ کے ساتھ گھر بار سے بھگایا اور جب آپ جان وایمان بچا کر دور اور دوسرے شہر میں پناہ گزیں ہوئے تو وہاں بھی آرام کے ساتھ نہیں رہنے دیا اور وہاں بھی لشکر جرار لے کر پوری رعونت سے آپ کو صفحہ ہستی سے مٹادینے کے لئے آپ پر چڑھ دوڑے۔ آپ ﷺ اس معرکہ دفاع جان وایمان میں غالب ہوتے ہوئے بھی تمنا کرتے ہیں کہ اگر مطعم بن عدی کافر ومشرک آج زندہ ہوتے تو ان کفر کے سرغنوں، اسلام دشمنوں اور مدینۃ السلام اور انسانی اسٹیٹ پر حملہ آوروں اور جنگجوؤں کو اس کے ادنی اشارہ پر رہا کردیتے اور ادنی فدیہ لیتے اور نہ سرزنش کرتے۔ **ولو کان مطعم بن عدی حیا ثم کلمنی فی ہؤلاء النتنی لترکتهم له.** (ابوداود) کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان ناپاک قیدیوں کے بارے میں سفارش کرتے تو میں ان کی خاطر انہیں چھوڑ دیتا۔

آپ ﷺ کے صحابہ نے بھی مطعم بن عدی کے حالت کفر میں مرنے کے باوجود اس کی ثناخوانی کی۔

ولو ان مجدا اخلد الدهر واحدا
من الناس ابقی مجده الدهر مطعما

کہ اگر کسی انسان کی شرافت اس کی درازی عمر اور ہمیشگی کی زندگی کا ذریعہ ہوتی تو مطعم بن عدی اس بات کے زیادہ حقدار تھے کہ ہمیشہ زندہ رہیں۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

- ☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیارشدہ
- ☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔
- ☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ
- ☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت
- ☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150   قیمت: Rs.200/-Net

میراث میں خواتین کا حصہ

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے جہاں کفروشرک کا خاتمہ ہوا، باطل رسموں کی اصلاح ہوئی، اسی طرح یتیموں کے مال اور عورتوں کے حقوق ومیراث کے سلسلے میں تفصیلی احکام نازل ہوئے اور دنیائے انسانیت جاہلی تہذیب سے نکل کر اسلام کے پاکیزہ معاشرت میں زندگی گزارنے لگی ورنہ اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف مذاہب میں قانون میراث بہت ہی غیر متوازن تھا۔ بعض مذاہب میں صرف لڑکوں کو حصہ ملتا تھا اور لڑکیاں میراث سے محروم کردی جاتی تھیں اور بعض مذاہب میں پہلا بڑا لڑکا پورے ترکہ کا حق دار سمجھا جاتا تھا۔ اسلام جو دین رحمت ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے اس نے اس ناانصافی اور بے اعتدالی کو ختم کرکے ایک نہایت متوازن اور عادلانہ نظام میراث قائم کیا، جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی میراث کا حق دار بنایا گیا ہے، اسلامی نظام زندگی میں تقسیم میراث ایک بہترین اقتصادی نظام ہے اور اہم فریضہ بھی، اس سے دولت نہ صرف حقیقی مستحقین تک پہنچتی ہے بلکہ ان خرابیوں کا خاتمہ ہوجاتا ہے جو دولت اور جائیداد کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تقسیم وراثت پر بہت زور دیا ہے، اور اس قانون وراثت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں وراثت کے احکام تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور وارثین میں سے ہر ایک کے حصہ کو بیان کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور اس کا مقصد یہی ہے کہ اس پر سختی سے عمل کیا جائے، کوئی کوتاہی نہ کی جائے، وارثین میں سے کسی کا حق نہ مارا جائے اور ترکہ کی تقسیم کو لے کر آپسی اختلاف ونزاع سے بچا سکے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ”ماں باپ اور خویش واقارب کے ترکہ میں مردوں کا حصہ بھی ہے اور عورتوں کا بھی (جو مال ماں باپ اور خویش واقارب چھوڑ مریں) خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ (اس میں) حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔“ (النساء:۷) اس کے بعد وراثت کی تقسیم کا ذکر کرتے ہیں، يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ”اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے۔ اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر اس (میت) کی اولاد ہو، اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے، ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو پھر اس کی ماں کا چھٹا ہے۔ یہ حصے اس وصیت (کی تکمیل) کے بعد ہیں جو مرنے والا کر گیا ہو یا ادائے قرض کے بعد، تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے، یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔“ (النساء:۱۱)

اسی طرح احادیث میں ادائیگی میراث کا حکم دیا گیا ہے۔ الحقوا الفرائض بأهلها، فما بقی فهو لأولى رجل ذكر (بخاری:۶۷۳۵) یعنی میراث اس کے حق داروں تک پہنچا دو اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی عزیز مرد کا حصہ ہے، نیز یہ ارشاد فرمایا اقسموا المال بين اهل الفرائض على كتاب الله (مسلم: ۴۲۲۸) مال کو حصے داروں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کرو۔

قرآن کریم واحادیث نبویہ کی بار بار توجہ دلانے کے باوجود آج مسلم معاشرہ میں بندوں کے حقوق ومعاملات خاص کر وراثت کی تقسیم سے غفلت نظر آتی ہے اور عرصہ دراز سے مسلمان قانون وراثت کے معاملے میں حدود اللہ کو پامال کرتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ اچھے خاصے دیندار لوگ بھی اس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور مختلف حیلوں، بہانوں سے ماں، بہن، بیٹی اور دوسرے حق داروں کو میراث سے محروم کر رہے ہیں۔ جب کہ اس غفلت وسستی اور عمل شنیع پر جہنم کی دردناک سزا سنائی گئی ہے اور اس کی ادائیگی پر جنت کی بشارت دی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ

يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ''یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں۔اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''(النساء:۱۳-۱۴)

واضح رہے کہ ترکہ میں جس طرح بیٹوں کا حق وحصہ ہوتا ہے، اسی طرح بیٹیوں کا بھی ہے اسی لئے بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو ان کا حق اس دنیا میں دیدیں ورنہ آخرت میں دینا پڑے گا، یہ بہت بڑی سنگین غلطی ہے جسے وہ کررہے ہیں۔اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت، آخرت کی جواب دہی کا احساس پیدا کریں اور دوسروں کا حق دبانے والے دنیا وآخرت کے عذاب کے تصور سے لرز جائیں اور غفلت کی چادر اوڑھ کر، حرص وہوس کی بناء پر دوسروں کے حق میراث میں غبن کرکے ارتکاب حرام سے باز آجائیں، آخرت کی فلاح اور اس کی ابدی وحقیقی زندگی کو پیش نظر رکھیں، یہ حصے اللہ نے مقرر کردیے ہیں فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ (النساء:۱۱) یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ (النساء:۱۳) کسی کی زمین اپنے قبضے میں کرنا اور حق دار کو محروم کردینا یہ گناہ کبیرہ ہے۔اس میں قطع رحمی بھی ہے اور بہنوں پر ظلم بھی ہے۔وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو'' (البقرہ:۱۸۸) یادرکھیں ایسے لوگ جو کتاب وسنت کی روشنی میں حقداروں کے درمیان میراث تقسیم نہیں کرتے وہ ظالم ہیں اور ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات يوم القيامة ''ظلم سے بچو بیشک ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب بنے گا۔'' (متفق عليه)

من اقتطع شبرا من الأرض ظلماء طوقه الله اياه يوم القيامة من سبع ارضين (مسلم:١٦١٠) جس نے ایک بالشت زمین ہڑپ لی، اللہ اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنائے گا۔آج ہمارے معاشرے میں یہ سماجی قہر ایک وبا بن کر ناسور بنتی جارہی ہے اور کارواں کے دل سے یہ احساس زیاں ختم ہورہا ہے کہ میراث سے لڑکیوں کو محروم کرنے والے قطع تعلق کرنے اور رشتے داریاں کاٹ رہے ہیں، جس کی سخت وعید آئی ہے۔ارشاد نبوی ہے۔ابغض الأعمال الى الله الاشراك بالله ثم قطيعة الرحم (صحيح الجامع:١٦٦) اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ عمل اللہ کے ساتھ شرک کرنا پھر رشتے کاٹنا ہے۔

اسلام نے میراث میں عورتوں کے حقوق متعین کئے ہیں، جن کی ادائیگی از بس ضروری ہے۔اور اس کی عدم ادائیگی بڑے بڑے خطرات کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔اس لئے عورتوں کو ان کے حقوق دیں، اسے جہیز سے جوڑنے کی کبھی غلطی نہ کریں، اگر آپ نے دوسروں کے مال ہڑپنے کی کوشش کی تو عنداللہ مسئول ہوں گے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے میں رائج ظالمانہ نظام، غیر شرعی رسم ورواج کو ختم کرکے قانون شریعت، نظام مصطفوی نافذ کرنے کی کوشش کی جائے، علماء کرام کو مسجد کے منبروں سے معاشرتی برائیوں کے خلاف وعظ ونصیحت، عوام کی تربیت اور صدائے حق بلند کررہے ہیں وہ پوری جرأت اور قوت ایمانی سے عورتوں کو اس کا حق دلانے کے لئے جدوجہد کریں، اس ناانصافی کے خلاف آوازیں بلند کریں اور ایک موثر کردار ادا کریں، وہ آگے آئیں اور اپنے پندونصائح سے سماج میں بیداری لائیں اور صحیح شعور پیدا کریں اور اس کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش کریں۔عوام کے تحت الشعور میں اس حقیقت کو بٹھائیں کہ کسی مسلمان کے لئے کسی صورت میں یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی بہن اور بیٹی کو حق وراثت سے محروم رکھے۔اور جہیز میں کچھ سامان دیئے جانے کے نام پر اس کے حصے کی جائیداد کو اپنے لئے جائز کرلے۔

معاشرے میں وراثت کی تقسیم کا چلن کیوں نہیں ہے؟ اور کیوں اسے دین دار ومتقی لوگ بھی عام سی بات سمجھ بیٹھے ہیں، وراثت کی تقسیم میں ظلم کرتے ہیں اور اس زمانہ جاہلیت کی تصویر پیش کرتے ہیں جب عورتوں کو وراثت سے حق نہیں دیا جاتا تھا۔اس کے چند اسباب ہیں (۱) احکام میراث سے لاعلمی اور جہالت۔بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہیں میراث کے احکام کا علم ہے ورنہ اکثریت اس سے نابلد ہے اس لئے کہ وہ قرآن پڑھتے نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو اسے سمجھتے نہیں اور جب نہیں سمجھیں گے تو اس پر عمل کیسے کریں گے انہیں علماء کی صحبت میسر نہیں، شرعی احکام کو جاننے اور حقوق کو پہچاننے کی فرصت کہاں پھر انھیں کیسے معلوم ہوگا کہ وارثین کون ہیں اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے کی وعید کیا ہے۔(۲) بھائیوں سے دوری اور میکے سے مجبوری کا خوف۔کچھ لڑکیاں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر ہم نے اپنا حق طلب کرلیا تو سماج ہمیں بری نظر سے دیکھتے گا وہ اس اندیشۂ فردا میں مبتلا ہیں اور یہ خوف ان پر طاری ہے کہ بھائیوں سے اپنا حصہ لینے کی صورت میں رشتہ ختم ہوجائے گا اور میکے آمدورفت پر پابندی لگ جائے گی ان عورتوں کو یہ واقفیت نہیں کہ وہ وراثت کی حقدار ہیں اور یہ حق انہیں اللہ نے دیا ہے۔(۳) آخرت سے بے خوفی، دنیا ودولتِ دنیا کی حرص وہوس تقسیم میراث میں یہ سنگ گراں بھی حائل ہے، انسان اس لئے بھی دوسروں کے حقوق کو ادا کرنے سے راہ فرار

اختیار کرتا ہے کہ اس کا ایمان آخرت پر کمزور ہوتا ہے، اگر وہ عقیدہ آخرت کو گلے لگالے اسے یہ یقین ہوجائے کہ وہاں اللہ کے حقوق کے ساتھ حقوق العباد سے متعلق سوال کیا جائے گا، اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت پرکاہ کے برابر بھی نہیں تو وہ دنیا کے بڑے بڑے خسارے کو بڑی مصیبتوں کو برداشت کرلے گا لیکن آخرت میں کوئی خسارہ ہوجائے اسے گوارہ نہیں کرسکتا اور نہ اللہ کے عذاب کو مول لے سکتا ہے۔

(۴) جہیز کو وراثت کا بدل سمجھ لینا، جہیز کی رسم جو مسلمانوں میں برادران وطن سے منتقل ہوکر آئی ہے اور اس نے وبا کی شکل اختیار کرلی ہے، اس میں عام مسلمان بھی گرفتار ہیں اور دین دار طبقہ بھی اور وہ بھی جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث رسول ہمارے سروں کے تاج ہیں (الامن رحم ربی) اس رسم بد کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اس کی وجہ سے اسلام کا نظام وراثت معطل ہوگیا، ہندوؤں کے کنیا دان کے تصور نے سماج میں یہ تصور عام کردیا کہ بہنوں یا لڑکیوں کی شادی میں ایک خطیر رقم جہیز پر خرچ کردی گئی۔ اس لئے اب وراثت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ مولانا عتیق احمد اصلاحی لکھتے ہیں: جہیز کی رسم کے خلاف تحریک چلائی جائے، مسلمانوں کے درمیان جہیز کی رسم کے خاتمے کی کوشش کی جائے، لوگ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں بچیوں کو وراثت نہیں دی جاتی، جہیز اس کا بدل ہوجاتا ہے، اس تصور کی اصلاح ضروری ہے جہیز محض ایک رسم ہے، وہ رسم کسی بھی طرح قرآنی حکم وراثت کی جگہ نہیں لے سکتی، اگر کوئی اسے دلیل بناتا ہے تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ وراثت کے تعلق سے بہت واضح احکام قرآن وحدیث میں ملتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو جہیز وغیرہ سے اجتناب کرتے ہوئے وراثت کے قانون پر عمل کرنا چاہیے، اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کسی بیٹی یا بیٹے کو ڈھیر سا سامان یا دولت دے دے تب بھی وہ وراثت کا بدل نہیں ہوسکتا، اور اگر کوئی اس کو وراثت سے محروم کرے گا تو یقیناً وراثت کی عدم ادائیگی کی سزا پائے گا (زندگی نو۔ مارچ ۲۰۲۱)

قارئین کرام! اسلام کا یہ طرّہ امتیاز ہے کہ اس نے انسان کو بہترین اقتصادی نظام دیا ہے جو کئی امور پر مشتمل ہے۔ جن میں تقسیم میراث کا نظام اہم ہے، جس میں مرد کے ساتھ عورت کو بھی میراث کا حقدار بنایا گیا ہے۔ لیکن ہم اس کو اس کے حق سے محروم کرنے کی سعی نامسعود کررہے ہیں، جہیز جو ایک موذی مرض ہے اس میں تو ہم مبتلا ہیں اور اس کے خطرناک نتائج بھگت رہے ہیں اور ادائیگی میراث جو حکم قرآنی ہے جو واجب وفرض ہے، جس کے لئے قرآن نے انتہائی واضح لفظوں میں وجوب کا حکم دیا ہے، اور جس کی ہر حال میں پیروی کرنا ایمان والے پر لازم ہے اور جس میراث کے احکام ذکر کرنے کے بعد اللہ فرماتا ہے، تلك حدود الله یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں، اس حکم قرآنی سے بالکل بے اعتنائی برتی جارہی ہے۔

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ''جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

العقود الذهبية فى شرح الصفات الالهية

صفت محبت

ازقلم: عبید اللہ الباقی اسلم
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

اولا: محبت کی تعریف:

ا۔محبت کی لغوی تعریف:

ابن فارس کہتے ہیں: الحاء والباء أصل يدل على اللزوم والثبات، ومنه: الحب، والمحبة (معجم مقاییس اللغۃ (۲/۲۶) حاء اور باء ایک ایسی اصل ہے جو لزوم وثبات پر دلالت کرتی ہے، اور اسی سے حب اور محبت ماخوذ ہے۔

ب۔**محبت کی شرعی تعریف**: محبت ایک ایسا معنی ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے، جو اس کے جلال وکمال کے لائق ہے، اور اسی سے محبوب کو محبت حاصل ہوتی ہے (دیکھیں: مختصر العقو دالذہبیہ (۱/۲۴۰)

گویا صفتِ محبت اللہ عزوجل کی ایک فعلی صفت ہے، جس سے وہ اپنے اطاعت گزار اور نیک بندوں سے محبت کرتا ہے، اور اس کی یہ عظیم صفت کمال وجلال اور خود مختاری پر مبنی ہے، جس میں کسی قسم کا نقص وعیب ہے اور نہ اس میں کسی غیر کی تشبیہ ممکن ہے (دیکھیں: موسوعۃ العقیدۃ (۵/۲۶۰۹)

ثانیا: **صفت محبت کے چند دلائل**: ا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يا ايها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتى الله بقوم يحبهم ويحبونه (سوره المائده:٥٤) ”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے، تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔

۲۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (سورہ آل عمران:۳۱) ”کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔“

۳- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (صحیح البخاری (ح:۳۰۰۹)، وصحیح مسلم (ح:۲۴۰۶) ”کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول بھی محبت کرتے ہیں۔

ثالثا: **صفتِ محبت کے بارے میں اہل علم کے چند اقوال**: ا۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وقد أجمع سلف الأمة وأئمتها على اثبات محبة الله تعالى لعباده المؤمنين ومحبتهم له، وهذا أصل دين الخليل امام الحنفاء عليه السلام (مجموع الفتاوی (۲/۳۵۴) ”سلف امت اور ان کے ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے مؤمن بندوں کے لئے اور ان کی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کی جائے، اور یہی اللہ تعالیٰ کی طرف یکسوئی کے ساتھ رجوع کرنے والوں کے امام خلیل اللہ (سیدنا ابراہیم) علیہ السلام کا دین ہے۔“

۲۔امام ابن ابی العز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ولكن محبة الله وخلته كما يليق به تعالى، كسائر صفاته (شرح العقیدۃ الطحاویۃ (ص:۳۹۶) ”اور ہاں اللہ کی محبت ودوستی اسی طرح اس کے شایان شان ہے، جس طرح اس کی تمام صفات (اس کے لائق ہیں)“

ثابت ہوا کہ اللہ اپنے نیک بندوں سے محبت کرتا ہے، اور اس کی محبت مخلوقات کی محبت جیسی ہرگز نہیں ہے، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت ہر طرح کے عوارض سے پاک ومنزہ ہے (دیکھیں: بدائع الفوائد (۲/۱۱۸)

رابعا: **صفت محبت کے بارے میں اہل سنت والجماعت اور مخالفین کا مذہب**:

ا۔اہل سنت والجماعت کا مذہب:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ صفتِ محبت سے اپنے کمال وجلال کے مطابق متصف ہے، اس کی محبت کسی مخلوق کی محبت کے مشابہ نہیں ہے، اس کی یہ عظیم صفت ایک اختیاری صفت ہے، جس کی جنس قدیم ہے، مگر اس کے افراد متجدد ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کسی کافر سے حالت کفر میں محبت نہیں کرتا ہے، لیکن جب وہی کافر کفر سے اسلام وایمان کی طرف منتقل ہوجاتا ہے تو اس سے محبت کرنے لگتا ہے (دیکھیں: مجموع الفتاوی

(۸/ ۵۷، ۱۰/ ۷۵)

اہل سنت نے اس عظیم صفت کو ثابت کرنے میں دوطرح دلائل سے استدلال کیا ہے:

۱۔شرعی دلائل: جن میں سے بعض کا ذکر سابقہ سطور میں گزر چکا ہے۔

۲۔عقلی دلائل: عقلی دلائل میں ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار اور نیک بندوں کو نوازتا ہے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے، کیونکہ کسی کو انعام واکرام کرنا محبت کی اعلیٰ ترین دلیل ہے (دیکھیں: مختصر العقو د الذہبیۃ (۱/ ۲۴۰)

مخالفین کا مذہب: ۱۔معطلہ انہوں نے صفت محبت کا انکار کیا ہے۔

اوراس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے اطاعت بجالانے کو وہ پسند کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان پر رحم کرتا ہے۔

۲۔معتزلہ واشاعرہ: انہوں نے صفت محبت کی تاویل دو معانی سے کی ہے:

۱۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ احسان کرتا ہے۔

ب۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ احسان کرنے کا ارادہ کرتا ہے (دیکھیں: الکشاف (۳/ ۲۲۹، و۶/ ۳۵۰) وتلخیص البیان فی مجازات القرآن (ص: ۵۷)

خلاصہ کلام: صفت محبت کے باب میں مخالفین کا مذہب دو اصولوں پر قائم ہے:

پہلا اصول: صفت محبت کو ثابت کرنے سے خالق اور مخلوق کے درمیان مجانست ومشابہت لازم آتی ہے۔

دوسرا اصول: صفت محبت میلان قلب کا تقاضا کرتی ہے۔

نتیجہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی بھی طرح کی مشابہت ومیلان سے منزہ اور پاک ہے لہٰذا صفت محبت اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہوسکتی ہے۔ (دیکھیں: مختصر العقو د الذہبیۃ (۱/ ۲۴۱)

خامسا: **مذکورہ دونوں اصولوں کی تردید**: پہلا اصول باطل ہے، اگر ان کی مراد یہ ہے کہ محبت کرنے والے اور محبوب کے درمیان مساوات کا پایا جانا ضروری ہے تو یہ قابل قبول نہیں اور نہ اہل سنت میں سے کوئی یہ کہتا ہے۔

اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ محبت کرنے والے اور محبوب کی جنس کا ایک ہونا ضروری ہے تو محض یہ ایک دعوی ہے کیونکہ دو مختلف جنس کے درمیان محبت کا پایا جانا عین ممکن ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جبل أحد یحبنا ونحبه (صحیح البخاری (ح: ۱۴۸۱)، وصحیح مسلم (۱۳۶۵) ’’احد کا پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

دوسرا اصول بھی باطل ہے کیونکہ میلان قلب یہ مخلوقات کی محبت کا خاصہ ہے، لہٰذا مخلوق کی محبت پر خالق کی محبت کو قیاس کرنا اصلاً باطل ہے، چنانچہ محبت الٰہی کے بارے میں ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفت محبت سے متصف ہے، مگر ہم اس کی کیفیت کے بارے میں نہیں جانتے ہیں۔

رہی بات جس دلیل کی بنیاد پر وہ صفت محبت کا انکار کرتے ہیں وہی دلیل ان صفات پر بھی منطبق ہوتی ہے جنہیں وہ ثابت کرتے ہیں جیسے صفت ارادہ وغیرہ

لہٰذا وہ صفت ارادہ کے اثبات میں جو دلیل پیش کرتے ہیں وہی دلیل صفت محبت کے اثبات میں بھی پیش کی جائے گی۔

محبت الٰہی کے تقاضے: ۱۔اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے محبت کرتا ہے لہٰذا اس سے بھی محبت کی جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (سورہ المائدہ: ۵۴) ’’تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔‘‘

چند اہم صفات جن سے متصف افراد سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے:

۱۔تقوی وپرہیز گاری اختیار کرنا: اللہ تعالیٰ متقی اور پرہیز گار بندوں سے محبت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ آل عمران: ۷۶) ’’کیوں نہیں (مواخذہ ہوگا) البتہ جو شخص اپنا اقرار پورا کرے، اور پرہیز گاری کرے، تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے پرہیز گاروں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

ب۔احسان وبھلائی کرنا: اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ البقرہ: ۱۹۵) ’’اور سلوک واحسان کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

ج: **عدل وانصاف کرنا**: اللہ تعالیٰ انصاف پسندوں سے محبت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَأَقْسِطُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (سورۃ الحجرات ۹) ’’اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

د۔**توبہ کرنا اور پاکیزگی کا اہتمام کرنا**: اللہ تعالیٰ توبہ کرنے

والوں اور طہارت و پاکیزگی کا اہتمام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (سورہ البقرۃ:۲۲۲) ’’اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔‘‘

ھ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا: اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورۃ آل عمران:۳۱) ’’کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

و۔راہ حق میں جہاد کرنا: اللہ تعالیٰ کلمہ حق کی بلندی اور راہ حق میں جہاد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (سورۃ الصف:۴) ’’بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔‘‘

ب۔اللہ کی خاطر محبت کی جائے: اسی سے ایمان کی حلاوت وچاشنی حاصل ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان: أن يكون الله ورسوله أحب اليه بما سواهما، وأن يحب المرء لا يحبه الا لله، وأن يكره أن يعود فى الكفر كما يكره أن يقذف فى النار (صحیح البخاری: ح:۱۶)، وصحیح مسلم: ح:۴۳) ’’تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا، اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے، تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔‘‘

جو لوگ اللہ کی رضامندی اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے محبت کرتے ہیں ان کے لیے بروز قیامت نور کے منبر ہوں گے، حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ألمتحابون فى جلالى لهم منابر من نور يغبطهم النبيون والشهداء (جامع الترمذی: ح:۲۳۹۰) ’’میری عظمت وبزرگی کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن نور کے ایسے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔‘‘

بلکہ یہ ان سات خوش نصیب لوگوں میں سے ہوں گے جنہیں قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے سایہ حاصل ہوگا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: سبعة يظلهم الله فى ظله يوم لا ظل الا ظله ومنهم: ورجلان تحابا فى الله، اجتمعا عليه وتفرقا عليه (صحیح البخاری (ح:۹۶۰۰)، وصحیح مسلم (ح:۱۰۳۱) ’’سات طرح کے آدمی ہوں گے، جن کو اللہ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا اور ان میں دو ایسے شخص ہوں گے جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی للّٰہی محبت ہے۔‘‘

ج۔جن سے رب محبت نہیں کرتا ہے وہ ہماری محبت ودوستی کے حقدار نہیں ہو سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (سورۃ الممتحنۃ:۱) ’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔‘‘

اور فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (سورۃ المائدۃ:۵۱)

’’اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔‘‘

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	30/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	50/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	204/-

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

نماز قصر کے احکام ومسائل

مولانا عزیز احمد مدنی
استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ

اسلام کی بنیاد پانچ اہم ستون پر قائم ہے۔ ان میں سے توحید ورسالت کی شہادت واقرار کے بعد سب سے اہم ستون نماز ہے۔ جس کی ادائیگی ہر بالغ وعاقل مرد وزن مسلمان پر بشرط ہوش وحواس زندگی کے آخری لمحے تک واجب وفرض ہے بالقصد عمداً اس کا تارک اور منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ نصوص شرع کے ظاہری الفاظ ''من ترك الصلاة معتمدا فقد كفر '' جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کردی اس نے کفر کیا (سنن ابن ماجہ، ح۴۰۳۴) اور ''العهد الذى بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر '' ہمارے اور اہل کفر وشرک کے مابین معاہدہ نماز کا ہے جس نے اسے ترک کردیا اس نے کفر کیا (سنن ترمذی، ح۲۶۲۱، ح۲۶۲۱، سنن النسائی، ح۴۶۳) اس پر دلالت کرتے ہیں یہ کتاب اور سنت میں جابجا اقامت صلاۃ کی تائید وتذکیر ہے، اور اس کی باجماعت ادائیگی کی زیادت اجر وثواب سے تشویق کے ساتھ جماعت سے تخلف پر وعید وتہدید بھی ہے۔

عہد رسالت وعہد صحابہ میں اہل ایمان کے یہاں ترک صلاۃ کا تصور تو کجا، جماعت سے تخلف گناہ تھا بلکہ جماعت سے متخلف شخص منافق سمجھا جاتا تھا۔ صحابی رسول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ اس امر کی صراحت کرتے ہیں۔ ''ولقد رأيتنا ومايتخلف عنها (الصلاة) الا منافق معلوم النفاق، ولقد كان الرجل يوتى به يهادى بين الرجلين حتى يقام فى الصف '' ہم نے دیکھا کہ نماز سے وہی شخص پچھڑتا تھا جو منافق ہوتا اور اس کا نفاق معلوم ہوتا آدمی کو دولوگوں کے سہارے لایا جاتا اور اسے صف میں لا کھڑا کیا جاتا۔ (صحیح مسلم: ح۶۵۴)

مگر افسوس تطور زمانہ کے ساتھ اہل اسلام کے ایمان وعمل میں ضعف وانحراف پیدا ہوتا چلا گیا، دین سے بے اعتنائی، دنیا کی محبت اور اس میں انہماکیت اس قدر غالب آگئی کہ ان کا ایک بڑا طبقہ اس اہم فریضہ سے بالکل غافل ہوگیا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے کو سچا اور پکا مسلمان ہونے کا مدعی بھی ہے۔ حیرت واستعجاب کی انتہا اس وقت نہیں رہ جاتی جب اس طرح کا ظاہرہ علوم اسلامیہ کے حاملین اور واقف کاروں کے یہاں پایا جانے لگتا ہے۔ بالخصوص خواص کے یہاں ''العياذ بالله عصمنا الله وأياهم من هذه البلية''

دین اسلام ایک معتدل، سہل اور آسان دین ہے۔ اس میں جبر واکراہ، تعنت وتشدد کی کوئی جگہ نہیں، تکلیف مالا یطاق اس کا مزاج نہیں، احکام ومعاملات اور عبادات وغیرہ تمام امور میں اعتدال کے ساتھ میسر وآسانی کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اس کی تلقین کرتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کے متعدد نصوص ان مذکورہ دعاوی کی توثیق کرتے ہیں۔ ان الدين يسر (صحیح بخاری: ح۳۹) لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (البقرہ:۲۵۶) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:۲۸۶) يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ:۱۸۵) وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج:۷۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس یسر وآسانی کی توضیح وتشریح اپنے فرامین اور عملی تطبیق سے صحابہؓ کو سکھایا اور بتایا اور امت کے لئے نمونہ چھوڑا تاکہ امت اس یسر وآسانی سے صحیح طور پر محظوظ ومستفید ہوسکے فرمان رسول ہے: اذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم (صحیح ابن حبان: ح:۲۰)

ایک مسلمان کی زندگی میں جہاں نماز کی اس قدر تاکید ہے وہیں شریعت اسلامیہ نے عذر کی بنا پر معذوروں کو اپنی استطاعت کے مطابق اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ اور تخفیف ورعایت، سہولت وآسانی دی ہے۔ فقہاء ومحدثین نے ایسے معذورین کے لئے اپنی کتابوں میں صلاۃ المریض، صلاۃ المسافرین، صلاۃ الخوف وغیرہ جیسے عناوین قائم کرکے ان کے مسائل ضبط کئے ہیں، ذیل کے سطور میں مسافر کی نماز اور قصر کے احکام ومسائل پر اختصار سے چند باتیں قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (النساء:۱۰۱) یعنی جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں میں قصر کرنے میں کوئی حرج اور گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے، یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

یہ آیت کریمہ حالت سفر میں نمازوں کو قصر کرکے پڑھنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت منقول ہے۔ فرضت الصلاة ركعتين ركعتين فى الحضر والسفر فأقرت صلاة السفر وزيد فى الحضر (صحيح بخارى: ح۳۵۰، صحيح مسلم: ح۶۸۵) یعنی سفر وحضر میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی، پھر سفر کی نماز باقی رہی اور حضر کی نماز میں اضافہ کردیا گیا۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں یوں وضاحت ہے کہ مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز دو دو رکعت فرض کی گئی، جب آپ مدینہ کے لئے نکلے یا مدینہ گئے تو یہ چار رکعت فرض کردی گئی اور سفر کی نماز دو رکعت باقی رہی۔ (سنن النسائی، ۴۵۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ان الله فرض الصلاة على لسان

نبيكم فى الحضر أربعا وفى السفر ركعتين وفى الخوف ركعة (صحيح مسلم:ح٦٨٧) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان کے ذریعہ مسافر پر دو رکعت، اور مقیم پر چار رکعت اور حالت خوف میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى القصر صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا رخصة (صحيح مسلم:ح٦٨٦) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کی بابت فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے لہٰذا تم اس کی رخصت کو قبول کرو۔

یہ تمام حدیثیں سفر میں قصر کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی رہا ہے کہ آپؐ سفر میں نمازیں قصر کر کے پڑھا کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ كان النبى صلى الله عليه وسلم لا يزيد فى السفر على ركعتين وابوبكر وعمر وعثمان كذلك (صحيح مسلم: ح٦٨٩) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اسی طرح کا رہا ہے۔

قصر اور اس کا حکم: سفر کی حالت میں مغرب اور صبح کی نماز کے علاوہ دوسری فرض نمازوں کو چار رکعت کے بجائے دو دو رکعت پڑھنا قصر کہلاتا ہے۔ قصر کے حکم کی بابت علماء وفقہاء کے آراء مختلف ہیں۔ بعض اہل علم نے اس کے وجوب کی بات کہی ہے جبکہ دیگر اہل علم نے اسے سنت کہا ہے۔ دونوں نے اپنے اپنے موقف کے لئے دلائل سے استنباط کیا ہے۔ البتہ جمہور اہل علم کے قول کے مطابق حالت سفر میں اتمام کے بجائے نماز میں قصر کر کے پڑھنا افضل ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام شوکانی رحمہا اللہ کے قول کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام سفروں میں صرف قصر ہی ثابت ہے۔ امام احمد اور امام شافعی رحمہا اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ مسافر کو مکمل یا قصر نماز پڑھنے میں اختیار ہے لیکن قصر افضل ہے۔ الملخص الفقهى ١/٢٣٧ وفقہ الحدیث ١/٥٧١)

مسافت قصر: سفر سے مراد عام سفر ہے جسے عرف عام میں سفر کہا جاتا ہے۔ سفر کی وہ کم سے کم مسافت جہاں سے نماز قصر پڑھی جا سکتی ہے اس سلسلے میں قرآن کریم سے کوئی دلیل و تعیین نہیں ملتی۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کسی حدیث میں واضح طور پر صراحت سے نماز قصر کے لئے مسافت کی تحدید منقول نہیں۔ ہاں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین میل، چھ میل، نو میل کی مسافت کے بعد نماز قصر کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ

☆ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سافر فرسخا يقصر الصلاة "آپؐ جب ایک فرسخ سفر کرتے تو نماز قصر پڑھتے۔ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ (ابن ابی شیبہ ح ۸۱۱۳) لیکن اس حدیث کی سند میں کلام ہے عمارہ بن جوین نامی شخص کو متروک کہا گیا ہے۔

☆ انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی ہے۔ اور مقام ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت قصر کر کے پڑھی (رواہ البخاری ومسلم: ح ۶۹۰) ذوالحلیفہ کو اب آبار علی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ مدینہ سے چھ میل پر واقع ہے۔

☆ انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا خرج مسيرة ثلاثة أميال أوثلاثة فراسخ يصلى ركعتين (مسلم:ح ٦٩١) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل کی مسافت یا تین فرسخ کی مسافت طے کر لیتے تو نماز دو رکعت پڑھتے۔

☆ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يا أهل مكة لا تقصروا فى أقل من أربعة برد من مكة الى عسفان (رواه الدارقطنى (١/٣٨٧) والبيهقى ٣/١٣٧) یعنی اے اہل مکہ چار برید یعنی اڑتالیس میل سے کم مسافت پر قصر نہ کرو، چار برید مکہ سے عسفان تک کا درمیانی فاصلہ ہے۔

فيه عبدالرحمن بن مجاهد بن جبر راوى متروك، والحديث موقوف على ابن عباس، والحديث ضعيف) قاله اهل العلم.

صحابہ کرام کا عمل بھی اس بابت مختلف رہا ہے۔ چنانچہ کوئی ۱۳ر میل کوئی ۱۵ر میل اور کوئی ۴۸ میل کے بعد اپنی نماز قصر کرتا، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت منقول ہے کہ قصر کی اقل مسافت ایک میل ہے (ذکرہ الشوکانی فی الفتح الربانی) سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ مدینہ سے ایک برید کی مسافت پر نماز قصر کر کے پڑھی جائے اور صوم کا افطار کیا جائے؟ تو جواب دیا، ہاں ایک برید کی مسافت بارہ میل ہے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما چار برید، یعنی سولہ فرسخ، یعنی اڑتالیس میل کی مسافت پر قصر و افطار کرتے تھے۔ مالک بن انس کا بیان ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مکہ اور طائف مکہ اور جدہ کی مسافت پر نماز قصر کیا کرتے تھے۔ یہ فاصلے تقریباً ساٹھ میل کے ہیں۔

چونکہ کتاب وسنت سے کوئی ایسی نص صریح موجود نہیں، لہٰذا اس مسئلہ میں توسع ہے۔ جن ائمہ و علماء نے کسی مقدار کی تعیین کی ہے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار کو دیکھتے ہوئے اپنے اجتہاد سے کام لیا ہے تاہم سب سے بہتر دلیل تعیین مقدار سفر کے لئے صحیح مسلم میں منقول انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہو سکتی ہے جس کی رو سے کم از کم نو میل کا سفر ہونا چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے اپنی کتاب فتح الباری میں اس حدیث کو اس باب میں سب سے اصح و اصرح حدیث قرار دیا ہے۔ اکثر علماء حدیث کا یہی خیال ہے۔ (دیکھیں: مرعاۃ المفاتیح ۴/۳۸۰)

صاحب مرعاۃ المفاتیح نے ائمہ ثلاثہ مالک شافعی، احمد و فقہاء اہل الحدیث رحمہم اللہ کی رائے کو راجح قرار دیا ہے۔ وہ یہ کہ متوسط رفتار سے مکمل ایک دن کی مسافت یعنی

اڑتالیس میل کی مسافت پر قصر کیا جائے۔ اس سے کم پر نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے ہم عصر علماء اہل حدیث کی رائے تین فرسخ کی جانب رجحان کا اشارہ بھی کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں مرعاۃ ۴/۳۸۰۔۳۸۱)

نماز قصر کا آغاز کب سے ؟ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی سفر کی نیت کرے اور اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس کے لئے قصر ہے۔ محض سفر کی نیت سے ہی قصر نہیں ہے۔ مالک، شافعی، احمد، اوزاعی، ابواسحاق وغیرہ رحمہم اللہ جمیعا اسی بات کے قائل ہیں۔ جبکہ عطاء بن ابی رباح سفر کی نیت کرنے والے کے لئے اندرونی شہر قصر کو مباح قرار دیتے ہیں۔ حارث بن ابی ربیعہ سے منقول ہے کہ انھوں نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنی منزل میں نماز باجماعت قصر ادا کی۔ ان کے ساتھ اسود بن یزید اور عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب موجود تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کوفہ سے سفر کے ارادے سے نکلے تو اسی وقت نماز قصر شروع کر دی، جبکہ ابھی کوفہ کے مکانات دکھائی دے رہے تھے (بخاری: ج ۱۰۸۹) امام مالکؒ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ مسافر اپنے شہر سے تین میل نکلنے کے بعد قصر کرے گا۔

جمہور اہل علم نے ابن قدامہؒ کی رائے سے اتفاق کیا ہے، اور یہی درست ومناسب بھی ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی بھی سفر میں مدینہ منورہ سے باہر نکل جانے کے بعد ہی نمازوں میں قصر کیا ہے اور آدمی ضارب فی الارض یا مسافر اسی وقت مانا جائے گا جب وہ اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے نکل جائے۔ اہل لغت بھی مسافر کا لفظ اسی پر بولتے ہیں جو اپنے وطن سے نکل کر کسی دوسری جگہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ (الملخص الفقہی ۱/ ۲۳۷، ومرعاۃ المفاتیح ۴/ ۳۸۲)

مدت قصر: مسافر سفر میں اپنی نماز قصر کر کے پڑھے، لیکن وہ کتنے دنوں تک قصر کرے۔ اس سلسلے میں بھی کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واضح تعیین یا دلیل نہیں ملتی ہے۔ جس سے یہ پتہ چلے کہ اتنے دنوں کی مسافت پر نماز قصر پڑھی جائے، اور اتنے دنوں کے بعد نماز اتمام کر کے پڑھی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی احادیث میں مختلف ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اسفار میں یعنی فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ میں انیس دن اقامت اختیار کی اور نماز قصر پڑھتے رہے (ترمذی: ح۔ ۵۴۸) ۹ھ میں غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ نے بیس دن قیام کیا اور نماز قصر پڑھتے رہے۔ (ابوداود: ح ۱۲۳۵) ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ میں دس دن قیام رہا آپ قصر کرتے رہے۔ (صحیح مسلم: ح ۶۹۳)

صحابہ کرام کے اقوال بھی اس بابت مختلف ہیں۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے انیس دن اقامت کی وہ نماز مکمل پڑھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس نے پندرہ دن کی اقامت کی وہ نماز کا اتمام کرے علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے دس دن کی اقامت کی وہ نماز مکمل پڑھے۔ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدمی چار دن کی اقامت کا عزم کرے تو وہ چار رکعت پڑھے۔ ایسا ہی قول، قتادہ۔ عطاء خراسانی رحمہا اللہ سے بھی منقول ہے۔

فقہاء کے اقوال کو دیکھا جائے تو امام سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ نے پندرہ دن کی توقیت کی ہے یعنی پندرہ دن کی اقامت پر آدمی اتمام کرے۔ امام اوزاعیؒ نے بارہ دن، اور امام مالک، شافعی واحمد رحمہم اللہ نے چار دن کی اقامت پر اتمام صلاۃ کا فیصلہ کیا ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تصویب کی ہے اور اسے اقوی المذاہب قرار دیا ہے۔ (دیکھیں: سنن الترمذی: ۲/ ۴۳۲۔۴۳۳، حدیث نمبر ۵۴۹)

صاحب مرعاۃ المفاتیح رقمطراز ہیں کہ اس مسئلہ میں زبردست اختلاف ہے۔ البتہ ان میں مشہور اقوال چار ہیں۔

۱۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ مسافر جب چار دن اقامت کا عزم کر لے تو اتمام کرے۔

۲۔ امام ابوحنیفہؒ وامام سفیان ثوریؒ کا مذہب وموقف یہ ہے کہ مسافر جب کسی مقام پر پندرہ دن کی اقامت کا ارادہ کرے تو اتمام کرے۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ اور داؤدؒ کا موقف یہ ہے کہ مسافر جب چار دن سے زائد ایام کی اقامت کا قصر کر لے تو اتمام کرے۔

۴۔ امام اسحاق بن راہویہؒ کا موقف یہ ہے کہ مسافر جب انیس دن سے زائد ایام کے قیام کا عزم کرے تو اتمام کرے۔

اور پھر صاحب مرعاۃ نے امام احمد بن حنبلؒ کے موقف کو راجح قرار دیا ہے۔ (دیکھیں: مرعاۃ المفاتیح: ۴/ ۳۸۲)

امام شوکانیؒ نے بھی اسی موقف کو اختیار وپسند کیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مسافر اگر چار دن ٹھہرنے کا ارادہ کسی مقام پر کرے تو اس کے بعد اتمام کرے اور اپنے موقف کی تائید میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ میں دس دن گزارے اور نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے۔ اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف چار دن مکہ میں مقیم رہے۔ اس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۴/ ذی الحجہ کی صبح مکہ مکرمہ تشریف لائے پھر پانچ، چھ اور سات تاریخ تک وہیں مقیم رہے حتی کہ آٹھ ذی الحجہ کی صبح نماز فجر پڑھ کر منی کی طرف روانہ ہو گئے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں چار دن مقیم رہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۲۷۰)

اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دن اقامت کا ارادہ کیا اور قصر پڑھتے رہے۔ اسی طرح جو مسافر بھی چار دن کا ارادہ کرے گا وہ قصر پڑھے گا اور اگر اس سے زیادہ کا ارادہ کرے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور اصل کی طرف لوٹتے ہوئے نماز مکمل ادا کرے گا۔ (السیل الجرار: ۱/ ۳۰۹، ماخوذ از فقہ الحدیث ۱/ ۵۷۸)

اس تفصیل کے پیش کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اس مسئلہ میں بھی سابقہ مسائل کی

طرح توسع ہے۔ مدت قصر کی کوئی حد متعین نہیں ہے۔ اس میں بھی یہی اصول ہے کہ جب تک انسان عرف عام میں مسافر ہے قصر کرسکتا ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زیادہ احتیاط کا باعث یہی ہے کہ انسان مسافر جب چاردن یا اس سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو نماز قصر پڑھے اور اگر اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت یا عزم ہو تو نماز اتمام کرکے پڑھے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص چاردن سے زائد قیام کرتا ہے۔ اور اس کی نیت اقامت کی نہیں ہے بلکہ اس کا عزم یہ ہے کہ جوں ہی وہ اپنے کام سے فارغ ہوگا، اپنی مہم یا حاجت پوری کرلے گا وہ اپنے وطن یا شہر واپس ہوجائے گا۔ جیسے کوئی فوجی اپنی مہم سر کرلے، کوئی مریض علاج ومعالجہ سے تخلص پالے، تاجر اپنے سامان تجارت کی بیع وشراء سے فراغت پالے، تو ایسی تمام صورتوں میں وہ مسافر ہوگا، اپنی نمازیں قصر کرتا رہے گا گرچہ اس کی مدت طویل ہوجائے۔ (دیکھیں: الفتاوی الاسلامیہ: ۱/۴۰۰)

جمع بین الصلاتین: مسافر کے لئے دونمازوں کو اکٹھا کرکے پڑھنا بھی جائز ہے۔ بلفظ دیگر مسافر کے لئے مغرب اور فجر کی نماز کے سوا ظہر اور عصر کو نیز مغرب اور عشاء کو جمع کرکے پڑھنا جائز ہے۔ ہر مسافر جس کے لئے قصر جائز ہے اس کے لئے جمع بھی جائز ہے۔ یہ جمع ایک عارضی رخصت ہے جس سے مسافر وقت حاجت وضرورت مستفید ہوسکتا ہے۔ جمع کی دوصورتیں ہیں۔ جمع تقدیم یعنی ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز کو مقدم کرکے پڑھنا، اسی طرح مغرب کی نماز کے ساتھ اس کے وقت میں عشاء کی نماز کو مقدم کرکے پڑھنا۔ دوسری جمع تاخیر، یعنی ظہر کی نماز مؤخر کرکے عصر کی نماز کے ساتھ ادا کرنا، اسی طرح مغرب کی نماز مؤخر کرکے عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھنا۔ ہر دونوں صورتیں جائز ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

عن معاذ بن جبل: ان النبی صلی الله علیه وسلم کان فی غزوة تبوك اذا ارتحل قبل أن تزیغ الشمس أخر الظهر حتی یجمعها الی العصر فیصلیهما جمیعا، واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاها مع المغرب (سنن ابی داؤد: ح ۱۲۲۰ سنن الترمذی: ح ۵۵۲)

یعنی غزوہ تبوک کے موقع پر آپ کا یہ عمل رہا ہے کہ اگر سورج ڈھلنے سے قبل اپنا سفر شروع کرتے تو ظہر کو مؤخر کرکے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے، اور جب سورج ڈھلنے کے بعد سفر کرتے تو ظہر وعصر کو ایک ساتھ ادا کرتے پھر سفر کرتے اور جب مغرب سے قبل کوچ کرتے تو مغرب کو مؤخر کرکے عشاء کے ساتھ ادا کرتے اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء کو معجّل کرکے مغرب کے ساتھ ادا فرماتے اسی طرح عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں جانے کی جلدی ہوتی تو آپ نماز مغرب مؤخر کردیتے حتی کہ مغرب وعشاء کو اکٹھا پڑھ لیتے (صحیح مسلم، حدیث ۷۰۳) اسی مفہوم کی روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (متفق علیہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجمع بین صلاة الظهر والعصر اذا کان علی ظهر سیر ویجمع بین المغرب والعشاء (صحیح البخاری: ح ۱۱۰۷)

☆ جمع کی یہ صورت ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ہوگی۔

☆ اسی طرح مسافر دوران سفر راحت واستراحت کے لئے نزول وقیام کرے، تو اس کے لئے افضل اور بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی نمازوں کو ان کے اوقات میں قصر کرکے پڑھتا رہے، جمع نہ کرے کیونکہ مسافر کے لئے بھی ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا ہی افضل ہے۔ اس لئے کہ یہ جمع ایک مباح عمل ہے جسے بوقت حاجت وضرورت ہی اپنایا جاسکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ایام میں صرف عرفہ ومزدلفہ میں جمع کیا، منی میں جمع بین الصلاتین نہیں کیا، بلکہ ہر نماز کو قصر کے ساتھ اپنے اپنے وقت میں ادا فرمایا۔ اسی طرح جب سفر میں آپ کو جلدی ہوئی تو آپ جمع فرمایا کرتے تھے کان النبی صلی الله علیه وسلم یجمع بین المغرب والعشاء اذا جدبه السیر (صحیح البخاری: ح ۱۱۰۶) (الملخص الفقهی ۱/ ۲۳۸)

☆ سفر کے علاوہ بیماری، بارش وکیچڑ، زبردست ٹھنڈک، دشمن کے خوف وخطرات وغیرہ جیسے دیگر عوارض ومشقت کی بنا پر نمازیں جمع کرکے پڑھنی جائز ودرست ہے۔ جبکہ رفع حرج مقصود ہو۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیز وتند آندھی وبارش کے سبب مغرب وعشاء کو اکٹھا جمع کرکے پڑھنا ثابت ہے۔ دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۴۳ نیز مستحاضہ کو جمع کرکے نماز کی ادائیگی کی تعلیم دی۔ (سنن الترمذی، حدیث ۱۲۸)

ہاں البتہ ان صورتوں میں جمع صوری جائز ہے۔ جمع تقدیم وتاخیر درست نہیں کیونکہ یہ رخصت صرف مسافر کے لئے ہے۔ جمع صوری یہ ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھنا، اس طرح نمازیں جمع بھی ہوجائیں گی اور ہر ایک اپنے اپنے وقت میں ہی ادا ہوں گی۔

☆ مسافر جب کسی مقیم شخص کی اقتداء میں نماز پڑھے تو اس کے لئے قصر کرنا جائز نہیں بلکہ مکمل نماز پڑھنا لازم ہے۔ مسند احمد کی ایک روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔ ما بال المسافر یصلی رکعتین اذا انفرد وأربعا اذا أئتم بمقیم فقال: تلك السنة یعنی مسافر کی بات کیا ہے جب اکیلا نماز پڑھتا ہے تو دو رکعت پڑھتا ہے اور جب مقیم کی اقتداء میں پڑھتا ہے تو چار رکعتیں پڑھتا ہے تو آپؓ نے فرمایا یہی سنت ہے۔

اسی طرح مسافر اگر امامت کا اہل ہو تو مقیم افراد کی امامت کراسکتا ہے۔ وہ اپنی نماز قصر کے ساتھ ادا کرے اور مقیم مقتدی جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ کان اذا قدم مکة صلی لهم رکعتین ثم قال: یااهل مکة أتموا صلاتکم فانا قوم سفر (رواه مالك فی الموطا) یعنی ابن عمرؓ جب مکہ تشریف لاتے تو انھیں دو رکعت نماز پڑھاتے اور کہتے کہ اے اہل مکہ تم اپنی نماز مکمل کرلو۔ ہم تو مسافر لوگ ہیں۔

فضائل اخلاق

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ

مولانا ابوالکلام آزادؒ

ایثار: اخلاق وعادات شریفہ میں ایثار کو بھی نمایاں حیثیت حاصل ہے یعنی دوسروں کو اپنی ذات بلکہ اعزہ پر بھی ہر معاملے میں مقدم رکھنا۔ آپ کو حضرت فاطمہؓ سے جس قدر محبت تھی اس کا بیان مشکل ہے۔ جب آپ ملاقات کے لیے تشریف لاتیں تو آپ فرط محبت سے کھڑے ہوجاتے، پیشانی پر بوسہ دیتے، اپنی جگہ بٹھاتے اور عموماً پوچھتے کوئی خاص کام تو نہیں؟

ایک مرتبہ کسی غزوے میں کچھ کنیزیں آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کو بھی ایک خادمہ کی سخت ضرورت تھی کیونکہ عسرت کے باعث کوئی ملازمہ نہ تھی اور گھر کا سارا کام حضرت فاطمہ خود ہی انجام دیتیں۔ چکی پیستیں، پانی کی مشک بھر لاتیں۔ اس وجہ سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور جسم مبارک پر نیل کے نشان نظر آتے تھے۔ سیدۂ عالمؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معمول کے مطابق پوچھا، کوئی کام ہے؟ سیدہ عالمؓ حیا و خودداری کے باعث کچھ نہ کہہ سکیں۔ حضرت علیؓ نے ان کی ترجمانی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا۔ جب تک ان کا بندوبست نہ ہوئے میں دوسری طرف توجہ نہیں کرسکتا۔ ایک روایت میں ہے حضرت زبیرؓ کی صاحبزادیاں بھی ایسی ہی درخواست لے کر آئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے۔

ایک دفعہ آپ کو ایک چادر تحفے میں ملی، آپ کو ضرورت تھی، رکھ لی۔ ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور کہا کیا اچھی چادر ہے۔ آپ نے اتار کر ان صاحب کو دے دی۔ وہ لے کر چلے تو لوگوں نے ملامت کی کہ تم جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے یہ بھی معلوم تھا کہ آپ کو چادر کی ضرورت تھی۔ اس نے کہا میں نے تو اس لیے لے لی کہ اسی چادر کا کفن بناؤں گا اور یہ میرے لیے باعث برکت ہوگا۔

ایک صحابی کے پاس ولیمے کے لیے کچھ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہؓ کے ہاں جاؤ اور آٹے کی ٹوکری لاؤ۔ وہ جا کر لے آئے حالانکہ شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کھانے کے لیے کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ اسی طرح ایک کی مہمانداری کے لیے صرف بکری کا دودھ تھا جو خود پی کر رات گزارتے تھے۔ دودھ مہمانوں کو پلا دیا اور خود رات فاقے سے گزاری۔

ایثار کے دو پہلو ہیں: ایک یہ کہ اطمینان وراحت کا مقام ہو تو دوسروں کو اپنے آپ پر مقدم رکھا جائے اور دوسرا یہ کہ خطرے اور تحمل شدائد کا مقام ہو تو انسان خود آگے رہے اور دوسروں کو پیچھے رکھے۔ یہ دونوں پہلو سیرۃ طیبہ میں جا بجا نمایاں ہیں۔

سوال اور گداگری سے کراہت: سوال اور گداگری انسانی کردار کے لیے بے حد مضر ہے۔ اس سے احساس خود داری رفتہ رفتہ ماؤف ہوجاتا ہے۔ انسان تن آسان بن جاتا ہے۔ غیرت وحمیت کا آئینہ بے طرح مکدر ہوجاتا ہے۔ محنت ومشقت سے کسب حلال کے بجائے عجز والحاح سے مانگنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے لوگوں میں عزائم امور کے لیے کوئی تڑپ اور کوئی والہیت باقی نہیں رہتی۔ جس قوم کے افراد عزائم امور کی لذت سے ناآشنا ہوجائیں، سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بامقصد زندگی کی لذت وصورت سے محروم ہوگئی۔

معذور یا واقعی ضرورت مند افراد کا معاملہ الگ ہے لیکن جو لوگ گداگری کو پیشہ بنا لیتے ہیں، وہ پورے معاشرے کے لیے باعث ننگ وعار بن جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گداگری کے انسداد پر بھی خاص توجہ فرمائی۔

ایک مرتبہ ایک انصاری نے سوال کیا۔ فرمایا: تمہارے پاس کچھ ہے ایک بچھونے اور پیالے کا ذکر کیا۔ آپ نے دونوں چیزیں منگوائیں اور دو درم میں فروخت کردیں۔ پھر فرمایا ایک درم سے گھر میں کھانے کی جنس دے آؤ، دوسری سے رسی وغیرہ خرید کر جنگل میں نکل جاؤ اور لکڑیاں لاکر بیچو۔ پندرہ روز کے بعد وہ انصاری آئے تو ان کے پاس دس درم تھے۔ کچھ کپڑا اور غلہ خریدا اور اسی طرح ایک بے کار آدمی معاشرے کا نہایت فعال رکن بن گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اچھا ہے یا یہ کہ اپنے چہرے پر گدائی کا داغ لگا کر روز قیامت حاضر ہوتے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اگر تم میں سے کوئی رسی لے کر جائے اور لکڑیوں کا گٹھا پشت پر اٹھا کر لائے اور فروخت کرے اور یوں اللہ اس کی آبرو بچائے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے، وہ اسے دیں یا نہ دیں۔ (بخاری: کتاب الزکوۃ، باب قول اللہ تعالیٰ وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ)

حکیمؓ بن حزام کا اپنا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ آپ نے دے دیا۔ پھر مانگا، پھر دے دیا اور فرمایا:

حکیم! یہ مال ہرا بھرا اور میٹھا ہے جو اسے سخاوت نفس کے ساتھ لے گا اسے برکت ہوگی۔ جو نفس کی طمع سے لے گا، اسے برکت نہ ہوگی۔ اس کی کیفیت اس شخص کی سی ہوگی جو کھاتا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ الید العلیا خیر من ید السفلی (اونچا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔)

حکیمؓ نے پھر عمر بھر کسی سے کچھ نہ مانگا (بخاری کتاب الزکوۃ باب الاستعفاف من المسئلہ)

پھر فرمایا: مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پیچھے پھرے۔ کہیں سے ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک کھجور، دو کھجوریں مل جائیں تو دوسرے دروازے پر چلا جائے۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں کہ ضروریات سے بے نیاز کر دے۔ نہ کوئی اس کا حال جانتا ہے کہ صدقہ دے۔ نہ وہ اٹھ کر لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔ (ایضا، باب من سال الناس تکثرا)

ایک موقع پر تین چیزوں کو اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ قرار دیا:

قیل وقال واضاعۃ المال وکثرۃ السوال

فضول باتیں، مال ضائع کرنا اور زیادہ مانگنا۔ (ایضا)

یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اللہ سے دعا کرے کہ اسے سوال وگداگری کی ذلت سے بچایا جائے تو اللہ بچا دیتا ہے۔ جو خدا سے غنا کا طلب گار ہو، اللہ اسے غنا مرحمت فرماتا ہے جو شخص صبر کرتا ہے اللہ اسے صابر بنا دیتا ہے اور صبر سے بہتر و وسیع تر دولت کوئی نہیں جو کسی کو دی گئی ہو۔

جود و سخا: ابن عباسؓ کی روایت ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس واجود ما یکون فی رمضان (بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق والسخا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت کا ظہور سب سے بڑھ کر رمضان شریف میں ہوتا تھا۔

حد یہ ہے کہ

ماسئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شئی قط فقال لا (ایضا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی کہ آپ نے جواب میں ''لا'' یعنی کلمہ نفی فرمایا ہو۔

ایک مرتبہ کسی نے کچھ مانگا۔ فرمایا: اس وقت میرے پاس کچھ نہیں، تم میرے ساتھ آؤ۔ حضرت عمرؓ ساتھ تھے۔ انھوں نے کہا: جب آپ کے پاس کچھ نہیں تو آپ پر کیا ذمہ داری ہے۔ ایک اور صاحب بھی تھے، وہ بولے یا رسول اللہ! آپ دیتے جائیں۔ عرش والا خدا آپ کو محتاج نہ کرے گا۔

یہ سن کر آپ فرطِ بشاشت سے مسکرا دیے۔

ایک مرتبہ کوئی چار اوقیہ چاندی نذر کر گیا۔ تین اوقیے تو تین ضرورت مندوں کو دے دیے۔ چوتھا لینے والا کوئی نہ آیا۔ رات کے وقت حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہیں آتی۔ کبھی اٹھتے ہیں اور نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر ذرا لیٹ کر اٹھتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا: آپ آرام کیوں نہیں فرماتے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی نکال کر دکھائی اور فرمایا مجھے ڈر ہے۔ مبادا یہ میرے پاس ہو اور موت آجائے۔

ایک مرتبہ ابوذرؓ غفاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ فرمایا: ابوذرؓ اگر کوہ احد میرے لیے سونا ہو جائے تو میں کبھی پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک بھی دینار باقی ہو، بجز اس رقم کے جو ادائے قرض کے لئے رکھ چھوڑوں۔ (سیرۃ النبی بحوالہ صحیح مسلم)

احد بہت بڑا پہاڑ ہے۔ وہ سونے کا بن جائے تو اسے اک دن میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ کم از کم تین دن ضرور لگیں گے۔ ساتھ ہی قرض ادا کرنے کی اہمیت بھی واضح فرمادی اور ارشاد گرامی سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی فیاضی اور سخاوت کے باعث مقروض رہتے تھے۔ کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاتی تھی تو جب تک تقسیم نہ فرمادیتے مضطرب رہتے۔ ایسے متعدد واقعات کتب حدیث میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

آخر میں حضرت عائشہؓ کا یہ جامع ارشاد پیش نظر رکھ لیجئے۔

ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینارا ودرھما ولا شاۃ ولا بعیر ولا اوصی بشئ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دنیا سے رحلت کے وقت) کوئی دینار اور کوئی درہم اور کوئی بکری یا کوئی اونٹ نہ چھوڑا اور نہ کسی شے کے لیے وصیت فرمائی۔

جب باقی ہی کچھ نہ رہا تو وصیت کی کیا صورت تھی؟

سادگی اور بے تکلفی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ سادگی اور بے تکلفی میں گزری۔ کسی قسم کے لوازم امارت وغنا اپنے گرد جمع نہ کیے۔ لباس، بستر، کھانا غرض ہر چیز عمر بھر بہت سادہ رہی چٹائی، معمولی فرش یا زمین پر بیٹھنے میں کبھی تکلف محسوس نہ ہوا۔ عدیؓ بن حاتم بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو چمڑے کا ایک گدا تھا جس میں کھجور کی پتی بھری ہوئی تھی، وہی عدیؓ کی طرف کھسکا دیا۔ جو زمین پر بیٹھ گئے۔ عدیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو گدے پر بیٹھنا خلاف ادب

سمجھا۔ چنانچہ دوران گفتگو میں گدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عدی کے درمیان پڑا رہا۔ فرمایا کرتے تھے۔ گھر میں ایک بستر اپنے لیے، ایک بیوی کے لیے اور ایک مہمان کے لیے کافی ہے، چوتھا شیطان کا حصہ ہے۔ (سیرۃ النبی بحوالہ ابی داؤد)

ازواج مطہراتؓ کے لیے جو مکان بنوائے تھے وہ دس دس بارہ بارہ فٹ کے کچے حجرے تھے، جن میں سے بعض کی دیواریں کچی تھیں اور بعض کے لیے کھجور کی ٹٹیاں کھڑی کر کے اوپر سے لپائی کر دی گئی تھی۔ کھجور کی شاخوں کی چھتیں تھیں۔ اونچائی اتنی کہ آدمی کھڑا ہو کر ہاتھ اوپر اٹھائے تو چھت کو جا لگے۔ عبدالملک اموی کے عہد میں توسیع مسجد نبوی کے لیے ان حجروں کو منہدم کرانا ضروری سمجھا گیا تو اہل مدینہ بے اختیار رو رہے تھے۔ ان کی آرزو یہ تھی کہ یہ حجرے محفوظ رکھے جاتے تا کہ دنیا دیکھتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر کس سادگی، بے تکلفی اور زہد و قناعت میں دن گزارے۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ کے ہاں کھانے کے لیے بلایا گیا۔ دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دیواروں پر پردے لٹک رہے ہیں۔ باہر ہی سے واپس ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے مراجعت کا سبب پوچھا تو فرمایا: پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ وہ زیب و زینت والے کسی مکان میں داخل ہو۔ اسی قسم کا واقعہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کو بھی پیش آیا۔ آپ کسی غزوے کے سلسلے میں مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے مکان کی چھت کے ساتھ ایک کپڑا باندھ دیا۔ واپس تشریف لائے اور چھت میں بندھا ہوا کپڑا دیکھا تو اسے اتار دیا۔ فرمایا: خدا نے ہمیں اس لیے دولت نہیں دی کہ اینٹوں اور پتھروں کو کپڑے پہنائیں۔

ایک مرتبہ کسی نے کمخواب کی قبا ہدیہ بھیجی۔ آپ نے ذرا دیر کے لیے پہن لی۔ پھر اتار کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی۔ وہ روتے ہوئے آئے کہ جو چیز آپ نے ناپسند فرمائی، وہ مجھے عطا کی، فرمایا: پہننے کے لیے نہیں فروخت کر دینے کے لئے بھیجی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

صبر و حلم: صبر و حلم اور عفو و درگزر کے باب میں صرف اسی امر کا اعادہ کافی ہے کہ آپ نے عمر بھر کسی سے ذاتی بدلا نہ لیا۔ سب کو معاف فرماتے رہے۔

ایک یہودی کے آپ مقروض تھے۔ اگرچہ ادائے قرض کے وعدے میں تین روز باقی تھے، مگر یہودی ہمیشہ سے سرمایہ پرست چلے آ رہے ہیں۔ وہ تین روز پہلے ہی آ کر متقاضی ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و حلم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی کہہ گزرا کہ عبدالمطلب کے خاندان کے لوگ بڑے نادہند ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی اس وقت موجود تھے، انھوں نے یہودی کو سختی سے جھڑک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: عمرؓ تمہیں لازم تھا کہ میرے ساتھ اور اس شخص کے ساتھ اور طرح کا برتاؤ کرتے۔ مجھے حسن ادا کے لیے کہتے اور اسے حسن تقاضا سکھاتے۔ پھر یہ فرماتے ہوئے کہ اگرچہ وعدہ پورا ہونے میں ابھی تین روز باقی ہیں لیکن حضرت عمرؓ سے کہا کہ اس کا قرض ابھی ادا کر دو اور بیس صاع جنس زیادہ دینا کیونکہ تم نے اسے سختی سے ڈانٹا تھا۔ (قاضی سلیمان مرحوم فرماتے ہیں کہ صاع ہمارے یہاں کے اوزان کے مطابق دو سیر ساڑھے تین چھٹانک کا ہوتا ہے۔ یہی واقعہ یہودی کے اسلام کا باعث بنا۔ اس نے نبی موعود کے حلم کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا اس کی آزمائش کے لئے یہ حرکت کی تھی)

رؤسائے طائف نے دعوت اسلام کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سلوک کیا تھا۔ وہ بیان ہو چکا ہے۔ اوباشوں کو برانگیختہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسوائے۔ خود آپ کا ارشاد ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ میرے پاس آیا کہ حکم ہو تو دونوں طرف کے پہاڑ ان پر الٹ دوں۔ فرمایا: نہیں مجھے امید ہے کہ ان کے اخلاف میں سے وہ لوگ اٹھیں گے جو خدائے واحد کو مانیں گے۔

غزوۂ احد میں دندان مبارک ٹوٹ گئے اور آپ زخمی ہو گئے۔ مگر یہی دعا فرمائی کہ اے خدا میری قوم کو سیدھا راستہ دکھا، وہ حقیقت حال سے نا آشنا ہیں۔

خطبۂ حج میں آپ نے ایام جاہلیت کے خون اور قرضے ختم کر دیے تو سب سے پہلا اپنے خاندان کا خون اور اپنے خاندان میں سے حضرت عباسؓ کا قرضہ ختم کیا۔

عام خصائل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن معاملہ، عدل و انصاف، مہمان نوازی کے معیار قائم کیے۔ آپ شرم و حیا، عزم و استقلال اور شجاعت کا پیکر تھے۔ عائلی زندگی کا بہترین نمونہ حضورؐ نے پیش کیا اور ازواجؓ سے اچھے برتاؤ کے بارے میں بار بار تاکید فرمائی۔ فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اہل خانہ کے لیے بہتر ہے۔ چرند و پرند سب پر شفقت فرماتے۔ دوسروں کے کام کر دینے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے اور اس میں ادنی اعلیٰ کی کوئی تمیز نہ تھی۔ کسی کا بھی احسان لینا گوارا نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ کر جاں نثاری کا دعویٰ کون کر سکتا ہے جن کے لیے فرمایا کہ ان کے مال اور صحبت کا میں سب سے زیادہ ممنون ہوں۔ تاہم ہجرت کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے جو ناقہ آپ کے لیے پالی تھی، وہ نذر کرنی چاہی تو آپ نے قیمت دے کر خریدی۔ مسجد النبیؐ کی زمین مالک اور ان کے سرپرست ہبہ کر دینے پر اصرار کرتے رہے مگر آپ نے قیمت دے کر لی۔

ادائے عبادات میں بھی سہولت عامہ بطور خاص ملحوظ خاطر رہتی تھی۔ حضرت معاذ بن جبل کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ نماز فجر میں لمبی سورتیں پڑھتے ہیں تو فرمایا: تم میں سے جو نماز پڑھائے مختصر پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں بوڑھے، ضعیف اور کام والے سبھی طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔ زیادہ مدح و ستائش بھی پسند نہ تھی۔ آپ وضو فرماتے تو صحابہ دست مبارک سے گرنے والے پانی کو چلو میں لے کر برکت کے لیے بدن پر مل لیتے۔ پوچھا ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ عرض کیا خدا اور رسول کی محبت میں

فرمایا: اگر کوئی اس بات کی خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے تو چاہیے کہ جب وہ بات کرے، سچ بولے، جب اسے کوئی امانت سونپی جائے تو اس کا حق ادا کرے اور کسی کا پڑوسی ہے تو حق ہمسائیگی اچھی طرح نباہے۔

بعض اہم ارشادات: آپ کے بعض اہم ارشادات یہاں درج کیے جاتے ہیں، جن سے اسلام کی تعلیم اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا اندازہ ہوسکتا ہے:

(۱) تم میں سے جب کوئی شخص کسی کو مال اور صورت میں برتر وافضل دیکھے تو چاہیے کہ اس کی طرف بھی دیکھ لے جو دیکھنے والے سے کمتر اور نیچے ہے۔(بخاری، کتاب الرقاق، باب لینظر الی من هواسفل منه)

دیکھئے افضل وبرتر کو دیکھنے سے دل میں حسد پیدا ہوگا جو گوناگوں برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ کمتر شخص کو دیکھنے سے شکر کا جذبہ ابھرے گا جو نیکیوں کا وسیلہ ہے)

(۲) تو مسلمانوں کو باہم رحم، محبت اور مہربانی میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا، جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کے لیے پورا جسم بے خوابی اور بخار کے ساتھ پکارتا ہے۔(بخاری: کتاب الادب، باب رحمۃ الناس)

سعدی نے اس حدیث کا ترجمہ یوں کیا ہے:

چو عضوے بہ درد آورد روزگار وگر عضوہا را نماند قرار

(۳) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیے کہ یا تو اچھی بات کہے یا چپ رہے۔(بخاری: کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ)

(۴) آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، باہم تعلقات نہ توڑو اور اللہ کے بندو، بھائی بھائی ہو جاؤ۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے (بخاری باب ماینهی عن التحاسد)

(۵) سچائی اور راست بازی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچاتی ہے۔ انسان برابر سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ صدیق ہو جاتا ہے (اسی طرح) جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ برائی آگ میں پہنچاتی ہے۔ انسان برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔(بخاری باب ماینهی عن الكذب)

(۶) شہ زوری دوسرے کو پچھاڑنا نہیں، شہ زور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔(بخاری: باب الحذر من الغضب)

(کسی فارسی شاعر نے ہمارے عہد کی حالت کا نقشہ کیا خوب کھینچا:

دستے کہ عنان خویش گیرد امروز بہ آستین کس نیست)

(۷) راست روی اختیار کرو، باہم محبت بڑھاؤ اور لوگوں کو خدا کی طرف سے بشارت پہنچاؤ۔ تنہا عمل تو کسی کو بھی جنت میں نہ لے جائے گا۔(بخاری: کتاب الرقاق، باب العقد والمداومة علی العمل)

(۸) جو شہرت کے لیے کام کرے گا، اللہ اسے فضیلت دے گا۔ جو ریا کے لیے کام کرے گا اللہ اس کی اصل حقیقت لوگوں کو دکھا دے گا۔(بخاری، باب الریاء والسمعۃ)

(۹) خبردار! بدگمانی کو اپنی عادت نہ بنانا۔ بدگمانی تو جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ۔ دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔(رحمۃ للعالمین ص۳۵۳ بحوالہ بخاری)

(۱۰) اسیروں کو رہائی دلاؤ، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو۔

(۱۱) لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، انھیں تنگی اور سختی میں نہ ڈالو، خوشخبری اور بشارت سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔ مل جل کر رہو۔

(۱۲) وہ نعمتیں ہیں، جن کی قدر اکثر لوگ نہیں جانتے اول تندرستی دوم فراخ دستی۔

(۱۳) تم میں سے کوئی موت کی خواہش نہ کرے۔ نیک آدمی تو اس لیے کہ شاید وہ اور نیک کام کرے اور بد اس لیے کہ شاید وہ معافی مانگ لے۔(کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت)

پانچ مذموم خصلتیں: پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ جب وہ تم پر نازل ہوں تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ خصلتیں تم لوگ اختیار کرو۔

(ا) کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم میں فواحش کا ظہور اس حد پر پہنچ گیا ہو کہ لوگ علانیہ ان کا ارتکاب کرنے لگیں اور اس قوم میں طاعون اور ان بیماریوں کا ظہور نہ ہوا ہو، جو ان کے باپ دادا میں موجود نہ تھیں۔

ب۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے ناپ اور تول میں کمی شروع کی ہو اور اس قوم کو قحط سالی، گرانی، سخت محنت ومشقت اور حکمرانوں کے ظلم وجور نے گرفت میں نہ لیا ہو۔

ج۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے اپنے اموال میں سے زکوۃ دینا بند کیا ہو اور اسے آسمان سے ہونے والی بارش سے محروم نہ کر دیا گیا ہو۔ اگر بہائم نہ ہوں تو بارش بالکل روک دی جائے۔

د۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑا اور اس پر اغیار کو دشمن بنا کر مسلط نہ کر دیا گیا ہو اور وہ اس قوم کے اموال کا ایک حصہ نہ چھین لیں۔

ہ۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم کے پیشواؤں اور رہنماؤں نے کتاب اللہ کے مطابق حکومت سے اعراض کر کے خدائی احکام کے خلاف زبردستی اپنے احکام نافذ کرنا شروع کیے ہوں اور اللہ نے اس قوم کے اندر جدال وقتال اور دشواریاں نہ پیدا

کی ہوں۔(سیرۃ ابن ہشام القسم الثانی ص ۶۳۱)

نورحق کے لیے والھیت:

قرآن مجید میں جابجا اسلام کو نور کہا گیا ہے یعنی حق کی روشنی مثلاً:

۱۔وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ (اعراف:۱۵۷)''پیروی کی اس نور کی جو اس کے(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اترا۔''

۲۔اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ (الزمر:۲۲)''بھلا جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے اسلام کے لیے سو وہ روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے۔''

۳۔وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرہ:۲۵۷)

''اللہ ان کا ساتھی اور مددگار ہے، جو ایمان کی راہ اختیار کرتے ہیں انھیں تاریکیوں سے نکالتا اور روشنی میں لاتا ہے۔''

بعض مقامات پر''نور'' اس طرح آیا ہے کہ بعض مفسرین کرام کو خیال ہوا غالباً اس سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ جیسے سورہ مائدہ میں ہے۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (المائدہ:۱۵۔۱۶)

اللہ کی طرف سے تمہارے پاس''نور''(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یا حق کی روشنی) آچکا نیز وہ روشن کتاب آچکی جس کے ذریعے سے اللہ اپنی رضا و خوشنودی کے پیروؤں کو سلامتی کے راستوں کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

مندرجہ ذیل دعا سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور میں''نورحق'' کے لیے کس درجہ والھیت اور شیفتگی تھی اور یہ دعا آپ روزانہ پڑھتے تھے۔

اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا و فی سمعی نورا وعن یمینی نورا وعن یساری نورا وفوقی نورا وتحتی نورا و امامی نورا وخلفی نورا واجعل لی نورا وفی لسانی نورا وفی دمی نورا وفی شعری نورا وفی بشری نورا اللھم اعطنی نورا اللھم اعظم لی نورا اللھم اجعلنی نورا۔ الٰہی! میرے قلب میں نور ہو اور مری آنکھوں میں نور ہو اور میرے کانوں میں نور ہو۔ اور میرے داہنے نور ہو اور میرے بائیں نور ہو اور میرے اوپر نور ہو اور میرے نیچے نور ہو اور میرے آگے نور ہو اور میرے پیچھے نور ہو اور نور کو میرا بنادے اور میری زبان میں نور ہو اور میرے خون میں نور ہو اور میرے پٹھوں میں نور ہو اور میرے بالوں میں نور ہو اور میرے چہرے پر نور ہو الٰہی مجھے نور عطا فرما۔ الٰہی میرے نور کو بڑھا۔ الٰہی مجھے نور ہی بنادے۔

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 9 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔110006

فون:011-23273407، فیکس:011-23246613

ہندوستان میں وہابی تحریک کے تجدیدی واصلاحی کارنامے

ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی

تجدید واحیائے دین:

مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید اور سید احمد شہید نے جو تحریک برپا کی تھی اس کا بنیادی مشن تجدید واحیائے دین اور اتباع کتاب وسنت کی دعوت تھی۔ مجاہدین اسی بات کے لیے ساعی وجاہد رہے کہ اسلام کے رخ زیبا سے شرک وبدعت، فرسودہ رسم ورواج اور مبتذل توہمات کا بدنما غازہ دھل جائے اور صحیح اور حقیقی اسلام نکھر کر سامنے آئے اور توحید خالص اور اتباع کتاب وسنت کی خوشبو سے مشام انسانیت معطر ہوجائے۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے توحید کا غلغلہ اٹھا۔ شرک وبدعات اور جاہلانہ رسم ورواج کا خاتمہ ہوا، اور بنگال کی سرحد سے لے کر پنجاب تک اور نیپال کی ترائی سے لے کر دریائے شور کے ساحل تک تجدید واحیائے دین کے خوش نما مناظر دیکھنے میں آنے لگے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''سید صاحب کے خلفاء ہر صوبے اور ولایت میں پہنچ چکے تھے اور اپنے اپنے دائرے میں تجدید واصلاح اور تنظیم کا کام انجام دے رہے تھے۔ مشرکانہ رسوم مٹائے جارہے تھے۔ بدعتیں چھوڑی جارہی تھیں، نام کے مسلمان کام کے مسلمان بن رہے تھے۔ جو مسلمان نہ تھے وہ بھی اسلام کا کلمہ پڑھ رہے تھے۔ شراب کی بوتلیں توڑی جارہی تھیں۔ تاڑی اور سیندھی کے خم پھوڑے جارہے تھے، بازاری فواحش کے بازار سرد ہورہے تھے اور حق وصداقت کی بلندی کے لیے علماء حجروں سے اور امراء ایوانوں سے نکل نکل کر میدان میں آرہے تھے اور ہر قسم کی ناچاری، مفلسی اور غربت کے باوجود تمام ملک میں اس تحریک کے سپاہی پھیلے تھے اور مجاہد تبلیغ اور دعوت میں لگے تھے۔'' (۱)

اور مولانا مسعود عالم ندوی رقمطراز ہیں: ''کون نہیں جانتا کہ اس وقت تک اسلامی ہند میں جو کچھ اصلاح وتجدید ہوسکی ہے سب کی سب سید شہید اور ان کے کفش برداروں کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کم سے کم پورب کے علاقوں میں روشنی کی جھلک سراسر اسی آفتاب عمل کا فیض ہے۔ صادق پور (عظیم آباد) کا مشہور خاندان سید شہید اور ان کے ایک مرید مولانا ولایت علی صادق پوری (ف ۱۲۶۹ء) کی بدولت دنیائے عمل میں آفتاب وماہتاب بن کر چمکا اور ایک پورب پر کیا منحصر ہے۔ دلی، رامپور، جونپور، روہیل کھنڈ، مدراس، اس آفتاب تجدید کی شعائیں کہاں کہاں تک نہ پہنچیں۔'' (۲)

سید صاحب اور ان کے رفقاء تجدید واحیائے دین کے لیے متعدد وسائل وذرائع بروئے کار لائے۔ جیسے درس وتدریس، وعظ ونصیحت، تصنیف وتالیف اور بیعت وتزکیہ۔ درس وتدریس کے ذریعہ علوم کتاب وسنت کی تفہیم ہوئی اور راسخین فی العلم علماء تیار کیے گئے جنہوں نے وقت کے دینی وعلمی چیلنجوں کا مقابلہ اور بیرونی ودخیل افکار ونظریات کا سدباب کیا۔ اپنے علم وفن اور دینی بصیرت کی روشنی میں شاہراہ شریعت کے روڑوں کو ہٹایا اور منکرین حدیث، آریہ سماجیوں، قادیانیوں اور عیسائی مشنریوں کے فتنوں کا استیصال کیا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی اور علامہ ثناء اللہ امرتسری ان میں سرفہرست ہیں۔

مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحئی کو تقریر وخطابت میں بڑا ملکہ حاصل تھا۔ ان حضرات نے مسلم معاشرے میں پھیلی بدعات وجاہلی رسم ورواج کو اپنی تقاریر کا موضوع بنایا۔ شرک کی تردید کی۔ قبروں کے چڑھاوے پر وعید سنائی۔ تعزیوں کی حرمت بیان کی۔ نذر لغیر اللہ پر تہدید فرمائی۔ جعلی تبرکات کی حقیقت واضح کی، بی بی کی صحنک اور شیخ سدو کے بکرے کا ابطال کیا، درویشوں اور صوفیوں کے طفلانہ طلسم ورع کو توڑا۔ یہ تقریریں جامع مسجد کے منبر سے بھی ہوئیں اور شہر کی گلی کوچوں میں بھی۔ طوائف کے کوٹھوں پر بھی ہوئیں اور میدان کارزار میں بھی۔ اور بقول مولانا آزاد دعوت واصلاح امت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کردیے گئے تھے اب اس سلطان وقت وسکندر عزم کی بدولت شاہ جہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا اور ہندستان کے کناروں سے بھی گزر کر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے۔ جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی اب وہ سر بازار کہی جارہی اور تھی۔'' (۳)

شاہ محمد اسماعیل شہید نے تقویت الایمان اور تذکیر الاخوان لکھی جس میں عقیدہ توحید کی حقیقت واضح کی، شرک کی تمام قسموں، مروجہ خوارق وکرامات، منہجی تفرقوں اور خلاف شرع رسوم کی مذمت کی، بدعات سے روکا اور اتباع سنت کی تلقین کی۔ شرک کے حوالے سے یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

''شرک دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے اس کو عربی زبان میں صنم کہتے ہیں اور دوسری یہ کہ کسی تھان کو مانے یعنی کسی مکان کو یا

درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسی کے نام کا ٹھہرا کر پوجے اس کو وثن کہتے ہیں۔اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جا کر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح شہید کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں اور اس کی قسم کھاتے ہیں اور اسی طرح بعضے مکان مرضوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسے سِتیلا کا تھان، یا مسانی کا یا بھوانی کا یا کالی کا یا کالکا کا یا براہی کا غرض یہ سب وثن ہیں سو پیغمبر خدا نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے دن مشرک ہو جاویں ان کا شرک اسی طرح کا ہوگا کہ ایسی چیزوں کو مانیں گے برخلاف اور مشرکوں کے کہ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہیں یعنی مورتوں کو مانتے ہیں سو دونوں مشرک ہیں اللہ سے پھرے ہوئے رسول کے دشمن'' (۴)

اس طرح شاہ محمد اسماعیل نے صراط مستقیم کے نام سے اپنے مرشد سید احمد بریلوی کے ملفوظات کا مجموعہ تیار کیا۔اس کتاب کا دوسرا باب اصلاحی نقطہ نظر سے کافی اہم ہے۔

پہلے حصہ میں ان بدعتوں کا ذکر ہے جو مختلف ذرائع سے مسلمانوں میں داخل ہو گئی تھیں مثلاً وہ بدعتیں جو بسبب اختلاط ملحدین و مشرکین صوفی شعار متشبھین بہ صوفیائے کبار عوام اہل اسلام میں رائج ہو گئیں یعنی:

۱۔شرع کی مخالفت اور کلام ملحدانہ و اشغال قبیحہ شرک آمیز کی اشاعت

۲۔خدا اور رسول کے متعلق کلمات بے ادبانہ کا صدور

۳۔مسئلہ تقدیر میں غیر ضروری قیل وقال

۴۔مرشد کی تعظیم میں افراط و مبالغہ

۵۔قبروں پر جا کر سجدے کرنا اور مرادیں مانگنا

۶۔اولیاء اللہ کی نذر و نیاز جس میں فضول خرچی کا عیب بھی پایا جاتا ہے۔

اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں کتاب وسنت کی روشنی میں شرک وبدعت اور جاہلی رسم ورواج کی تردید اور غیر اسلامی اثرات کے ازالہ اور انگریزوں کے خلاف جذبۂ جہاد کو پروان چڑھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

تزکیہ سلوک بھی تحریک شہیدین کا اہم جز رہا ہے۔سید صاحب نے مروجہ طرق تصوف یعنی چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ کی اصلاح کی اور طریقہ محمدیہ پر بیعت لینے کا سلسلہ جاری کیا(۵)اسی طرح تصوف کے حوالے سے شغل برزخ جس میں تصویر شیخ کا مراقبہ کیا جاتا ہے بت پرستی کے مشابہ قرار دیا(۶) آپ بیعت لیتے وقت توحید وترک اشراک کے ساتھ اتباع سنت اور ترک بدعات کی تاکید فرماتے تھے بایں طور کہ جو رسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں نے ایجاد کی ہیں مثلاً رسوم شادی وغمی، قبروں کی زیب وزینت، ان پر عمارتوں کی تعمیر،عرسوں کا اسراف وفضول خرچی،تعزیہ سازی وغیرہ ان کو ہرگز نہ اختیار کیا جائے۔(۷)

تجدید واحیائے دین کے حوالے سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سید صاحب اور ان کے رفقاء نے ایسے وقت میں فریضہ حج کی ادائیگی کی اور لوگوں کو اس کی ادائیگی پر ابھارا جب کہ مولویوں کے ایک گروہ نے اندیشہ ہلاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ساقط ہونے کا فتوی دے دیا تھا۔کیوں کہ بحیرہ عرب پر پرتگیزوں اور انگریزوں کے چھا جانے کی وجہ سے خطرات پیدا ہوگئے تھے۔ چنانچہ شاہ محمد اسماعیل اور مولانا عبدالحئی نے سختی سے اس گمراہ کن فتوے کی تردید کرتے ہوئے حج کی فرضیت کا اثبات فرمایا۔مسئلہ چونکہ اسلام کے ایک بنیادی فریضے کے ساقط ہوجانے کا تھا اس لیے صرف فتوی کی تردید پر اکتفانہ کیا گیا بلکہ اس اہم فریضے کے احیاء کے لیے تقریبا چار سو مرد وخواتین کے ساتھ سید صاحب نے نہایت بے سروسامانی کے عالم میں سفر حج کیا اور تمام تر اندیشوں کے برخلاف صحیح سلامت واپس لوٹے۔(۸)

لیکن ان ساری خصوصیات کے باوجود اس حقیقت کے اظہار میں کوئی باک نہیں کہ امامین شہیدین نے اپنے متبعین کو جن اوہام وخرافات اور غلو سے اجتناب کا سبق پڑھایا تھا وہ خود بسا اوقات اس دلدل میں پھنسے ہوئے نظر آئے۔جس کی واضح مثال سید احمد کی غیبوبت کا نظریہ تھا جو ایک مدت تک وجہ نزاع بنا رہا۔حالانکہ وہ معرکہ بالاکوٹ میں شہید ہوگئے تھے۔

اصلاح معاشرہ:

وہابی تحریک نے معاشرتی اصلاح کے لیے کئی اقدام کیے تھے ان میں سے ایک نکاح بیوگان کو بطور سنت رواج دینا تھا۔کیوں کہ ہندو تہذیب کے زیر اثر شرفاء اسلام میں بھی بیوہ عورتوں کا عقد ثانی خلاف شرافت اور باعث کمال بے شرمی تصور کیا جاتا تھا۔چنانچہ اس سنت کو رواج دینے کے لیے سید صاحب نے اس کی ابتدا اپنی ذات سے کی اور اپنے منجھلے بھائی سید اسحاق مرحوم کی جوان بیوہ سے نکاح کر کے معاشرے کی ایک بڑی برائی کا خاتمہ کیا۔(۹)

لکھنؤ میں چوروں اور فاسقوں کا ایک مشہور گروہ تھا جس کے سرعسکر امان اللہ خان تھے۔یہ لوگ بڑے طمطراق کے ساتھ چوریاں کرتے اور جو کچھ ہاتھ آتا اسے عیش وعشرت میں اڑاتے تھے جب ان لوگوں نے سید صاحب کے وعظ ونصیحت کی شہرت سنی تو ایک روز آپ کو دیکھنے اور آپ کا وعظ سننے کے لیے شاہ پیر محمد کے ٹیلے کی

مسجد میں آ گئے۔ سید صاحب نے ان کی حقیقت جاننے کے باوجود ان سے نہایت شفقت ومحبت کا برتاؤ کیا۔ جس سے متاثر ہوکر وہ چوری سے تائب ہو گئے اور بیعت کا قلادہ گلے میں ڈال لیا۔(۱۰)

دہلی کی زنان بازاری مشہور تھی۔ وہاں جا کر لوگ اپنا دین وایمان اوراخلاق برباد کررہے تھے۔ ایک شب مولانا شاہ اسماعیل ان بازاری عورتوں کی اصلاح کے لیے فقیرانہ لباس پہن کر ان کے کوٹھے پر پہنچ گئے۔ ان کو قرآن شریف کی تلاوت سنائی۔ نعمائے دنیا کی بے ثباتی کا حال بیان فرمایا، پھر عذاب قبر سے تخویف، قیامت کی سختیاں اور زنا کی ہولناک سزاؤں کا ذکر فرمایا اور آخر میں نکاح کی فضیلت بیان کی اوراس کی رغبت دلائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ۲۹؍رنڈیوں نے تائب ہوکر نکاح کرلیا اور جو عمر رسیدہ تھیں انہوں نے محنت مشقت سے بسر اوقات پسند کیا۔(۱۱)

وہابیوں نے معاشرہ کی اصلاح کی غرض باضابطہ شرعی کورٹ قائم کررکھا تھا جہاں فصل خصومات کا عمل انجام پاتا تھا، صاحب تذکرہ صادقہ لکھتے ہیں:

’’لوگوں کے اصلاح حال اور فیصلہ طاغوتی سے بچنے کے لیے ضرورت تھی کہ جہاں لوگوں کو فساد وفتن سے روکا جائے وہاں ان میں عدل وتصفح کی روح پھونکی جائے اوران کے ناگزیر تنازع اور پیچیدہ مسائل کے محاکمہ اورفیصل کے لیے کوئی صورت قائم کردی جائے اورساتھ ہی ساتھ شاورھم فی الامر کی سنت بھی ادا ہوسکے۔ چنانچہ جناب ہرایک بستی میں جہاں مسجد موجود ہوتی وہاں امام مقرر کرتے اور فصل خصومات کا باراس کے شانہ پر رکھتے۔ چار پانچ کوس کے حلقے میں کسی بڑی مسجد کو جامع مسجد قرار دے کرایک تعلیم یافتہ متدین امام کے سپرد کردیتے اورامام بمنزلہ سیشن جج متصور ہوتا۔ اگراس پر بھی لوگوں کی تسکین خاطر نہ ہوتی تو متخاصمین کی اس اپیل پر بذات خود ان مقامات پر پہنچتے، فصل تنازع فرماتے اورملفوظات کیمیا اثر سے تالیف قلوب فرماتے‘‘(۱۲) اس طرح اس تحریک کے ذریعہ ان گنت سماجی برائیوں کا خاتمہ ہوا۔

مراجع ومصادر

(۱) مقدمہ سیرت سید احمد شہید، علی میاں ندوی، ص۳۵ (۲) ہندستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص۲۹۔۳۰ (۳) تذکرہ ابوکلام آزاد، ص۲۷ (۴) تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، ص۳۷ (۵) تاریخ عجیبہ سوانح احمدیہ، ص۲۲ (۶) ایضاص۸ (۷) سیرت سید احمد شہید، علی میاں ندوی، ۵۱۴ (۸) سید احمد شہید غلام رسول مہر، ص۱۷۶، شیخ غلام علی اینڈ سنز، پرائیوٹ لمیٹڈ پبلیشرز، لاہور (۹) تاریخ عجیبہ سوانح احمدی ص۲۹ (۱۰) سید احمد شہید (غلام رسول مہر) ص۱۶۹ (۱۱) تراجم علمائے حدیث ہند، ص۱۰۸۔۱۰۹ (۱۲) تذکرہ صادقہ، عبدالرحیم صادقپوری، ص۱۳۴ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی، بارسوم ۱۹۹۶ء

☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد
اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اوراس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدر پور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کراکے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

رپورٹ: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا غیر معمولی اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر

☆امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مهدی سلفی حفظه الله نے پر مغز اور جامع خطاب میں عقیده توحید کی اصلاح ، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ و طهارت، رجوع الی الله، اتحاد و یکجهتی، اخوت و بهائی چاره، حسن اخلاق، اعتدال ووسطیت اور جمله امور و معاملات میں شفافیت پر زور دیا اورموجوده حالات میں پوری ایمانی قوت، صبر و ضبط، همت و حوصله اور حکمت و دانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضه ادا کرتے رهنے کی تلقین کی☆ موقر هاؤس نے مرکزی جمعیت اهل حدیث هند کی همه جهت دعوتی، تربیتی، اشاعتی، تعمیراتی وغیره پیش رفت اور مالیاتی شفافیت پر اظهار خوشی واطمینان فرمایا☆ نظر ثانی کمیٹی برائے دستور کی سفارشات کے پیش نظر مرکزی جمعیت اهل حدیث هند کے دستور اساسی میںمتعدد اهم ترمیمات کو منظوری دی گئی☆ ملک و ملت، جماعت اور انسانیت کو درپیش مسائل پر غور و خوض هوا، اهم قرار داد اور تجاویز پاس هوئیں اور اهم فیصلے لیے گئے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مورخہ ۱۲/اکتوبر ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ، بدھ کو اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی میں زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند منعقد ہوا۔ جو صبح دس بجے سے شروع ہوکر بعد نماز عصر تک جاری رہا اور جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے تشریف لائے موقر اراکین عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات اہلحدیث نے شرکت کی۔

اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

۱-خطاب امیر۔
۲-گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق۔
۳-رپورٹ ناظم عمومی۔
۴-رپورٹ ناظم مالیات۔
۵-نظر ثانی کمیٹی برائے دستور کی سفارشات پر غور وخوض۔
۶-پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تاریخ کی تعیین کے سلسلے میں غور وخوض۔
۷-موجودہ حالات پر ایک نظر۔
۸-جمعیت کے مالی استحکام کے لیے غور وخوض۔
۹-بعض صوبوں میں جاری سرکاری سروے کا استقبال کیوں اور کیسے کریں؟
۱۰-دیگر امور باجازت صدر۔

اجلاس کا آغاز جناب ڈاکٹر حافظ عبدالعزیز مدنی صاحب رکن شوریٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعدازاں اجلاس کی کارروائی حسب ایجنڈا باضابطہ شروع ہوئی۔

امیر محترم نے حمد وصلاۃ کے بعد تمام موقر اراکین مجلس عاملہ اور معزز شرکاء کا دل کی گہرائیوں سے استقبال کیا اور ان کی خدمت میں گلہائے تشکر پیش کیا۔ بعدازاں ارشاد باری تعالیٰ: ”اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَاتَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ“ (الانعام:۱۵۳) کی روشنی میں نہایت ہی جامع ترین تذکیری وتوجیہی خطاب فرمایا اور کہا کہ ”فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ“ کا نقشہ ہم اپنی صفوں میں بھی دیکھ رہے ہیں اور وہ ساری خرابیاں جن کا سلفیت سے دور کا بھی کوئی رشتہ نہیں تھا بدقسمتی سے آج ہمارے اندر بھی پائی جانے لگی ہیں۔ آج ملک وملت، جماعت اور انسانیت کو طرح طرح کے چیلنجز کا سامنا ہے۔ لیکن ہمارے پاس کوئی تیاری نہیں ہے۔ بلاوجہ موہوم سی تمنائیں ہیں۔ نہ ہمارے اندر فکرمندی ہے اور نہ ہی دعائے نیم شبی اور نہ کوئی تیاری ہے اور نہ ہی ایمان واستقامت۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں ان ناگفتہ بہ حالات سے نمٹنے کے لیے عقیدۂ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ وطہارت،، رجوع الی اللہ، اتحاد ویکجہتی، اخوت و بھائی چارہ، حسن اخلاق، اعتدال و وسطیت پر زور دیا اور قیل وقال سے احتراز، امور ومعاملات میں شفافیت کی نصیحت کی۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز وروشن تعلیمات سے برادران وطن

کوروشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا۔مزید برآں ہر طرح کی دہشت گردی، بدامنی ومذہبی منافرت اور اشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحوصلہ، حکمت ودانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے اس اجلاس میں اللہ تعالی کی توفیق ومدد اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی فعال قیادت، پرخلوص رہنمائی، شبانہ روز مساعی اور فکرمندی کے نتیجے میں اور موقر اراکین واحباب ومحسنین کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مختلف شعبہ جات، شعبہ استقبالیہ، دفتر امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ نشر واشاعت، میڈیا سیل، شعبہ تنظیم، شعبہ تعمیرات، المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، اہل حدیث کمپلیکس، مکتبہ ترجمان اور شعبہ قومی وملی امور کے تحت انجام دی گئی سرگرمیوں کی تحریری رپورٹ پیش کی جس کی حاضرین نے توثیق کی اور ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب نے آمد وخرچ کے حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان واعتماد کا اظہار کیا۔میٹنگ میں مرکزی جمعیت کے دعوتی، تربیتی، تعمیراتی، اشاعتی وغیرہ کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور آئندہ دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی اور رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے پر غور کیا گیا۔علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارت کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔

اسی طرح اس اہم اجلاس میں من جملہ دیگر امور کے حسب ایجنڈا مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دستور اساسی میں نظر ثانی کمیٹی برائے دستور کی سفارشات کے پیش نظر متعدد اہم ترمیمات کو منظوری دی گئی۔نیز بعض صوبے میں قائم ایڈہاک کمیٹی کی یاد دہانیوں کے باوجود مایوس کن کارکردگی بلکہ دستور واخلاق مخالف رویے کے پیش نظر وہاں ایڈہاک کمیٹی کی تشکیل نو کی تجویز پاس ہوئی۔نیز بعض صوبوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے متنازعہ وغیر دستوری تصرفات وفیصلوں کو دستور اساسی کی روشنی میں درست کریں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس میں ملک وملت، جماعت اور انسانیت کو درپیش مسائل پر غور وخوض ہوا اور ان سے متعلق متعدد قرارداد پاس ہوئیں اور اہم فیصلے لیے گئے۔

اور مجلس عاملہ کی قرارداد میں عقیدۂ توحید اور دیگر اسلامی تعلیمات کو دنیائے انسانیت خصوصاً برادران وطن تک پہنچانے، اسلام اور مسلمانوں سے متعلق پھیلی غلط فہمیوں کے ازالہ، آپسی پیار ومحبت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی ضرورت پر زور دیا گیا اور مرکزی جمعیت کے ذریعہ جاری ''تعارف سیرت'' مہم کا خیر مقدم کیا گیا۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں مختلف ملی، سماجی، ملکی وبین الاقوامی امور سے متعلق جمعیت کے موقف کو واضح کیا گیا اور مدارس اسلامیہ کی خدمات کے حسن اعتراف کے ساتھ ہی ساتھ بعض صوبوں میں حالیہ مدارس کے سروے سے متعلق مدارس کے ذمہ داران ومنتظمین کو کسی الجھن اور اندیشہ کا شکار ہوئے بغیر پوری شفافیت وحکمت کے ساتھ سروے میں تعاون کرنے، دینی وتعلیمی اداروں کے قیام وتعاون کے لیے جدوجہد کرنے کی اپیل کی ہے۔قرارداد میں ملی، رفاہی، سماجی تنظیموں اور ذمہ داروں کی سربراہان اور علمائے کرام سے پرزور اپیل کی گئی ہے کہ وہ ہر حال میں اور ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف اظہار خیال سے پرہیز کریں اور اہم دینی وملی وملکی مسائل میں متفقہ رائے بنانے کی کوشش کریں۔اسی طرح سے ایسے ٹی وی ڈبیٹ میں شرکت سے گریز کرنے کی اپیل کی گئی ہے جن میں یکطرفہ کسی خاص گروہ کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔مجلس عاملہ کی قراردادا میں بعض تنگ نظر سیاست دانوں کے اقلیت وآئین مخالف بیانات پر اظہار تشویش کیا گیا اور حکومت کے ذمہ داران اور عدلیہ سے ایسے لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ اور عوام سے پرامن رہنے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ نے اپنی قرارداد میں اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی، تعاون باہمی، رواداری جیسی صفات وطن عزیز کی شناخت رہی ہیں لیکن کچھ لوگوں کے گمراہ کن اور غلط بیانات کی وجہ سے نقصان پہنچ رہا ہے۔ایسے میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایسے بیانات کو کوریج نہ دیں جو ملک کی بدنامی اور ترقی میں رکاوٹ کا سبب بن رہے ہیں۔علاوہ ازیں تمام مذاہب کے دھرم گروؤں کا احترام کرنے کی اپیل اور ہر طرح کی دہشت گردی کی مذمت اور ملک کے مختلف حصوں کے اندر جیلوں میں محبوس نوجوانوں کے مقدمات کو جلد سے جلد نمٹانے، بے روزگاری پر قابو پانے، خوردنی اشیاء میں بے تحاشہ اضافہ اور کساد بازاری وکالا بازاری پر کنٹرول کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔علاوہ ازیں شراب نوشی اور دیگر منشیات پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں ملک کے مختلف حصوں میں برسات سے ہونے والے مالی نقصانات اور سیلاب کی تباہ کاریوں پر فکرمندی اور متاثرین سے اظہار ہمدردی کی اپیل کے ساتھ ساتھ ان کا بھرپور تعاون ومدد کی پرزور اپیل کی گئی ہے۔اسی طرح عاملہ کے اس اجلاس میں مختلف ملکوں کے مابین جاری تصادم کو انسانیت کے لیے تشویش ناک قرار دیا گیا ہے اور آپسی تنازعہ کو مذاکرات سے حل کرنے اور فلسطین میں اسرائیل کی جارحانہ کارروائی کو روکنے کی عالمی برادری سے اپیل کی گئی ہے اور ملک وملت وجماعت کی اہم شخصیات کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔

قرارداد کا متن:

☆ ہماری دنیوی واخروی کامیابی کا انحصار عقیدۂ توحید پر ہے جو تمام انسانوں کو ایک اللہ کی عبادت کرنے، بندوں کو بندوں کی غلامی سے نجات دلانے اور آخرت میں نجات کا اہم ذریعہ ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہم عقیدۂ توحید اور دیگر اسلامی تعلیمات رحمت کی اہمیت وافادیت کو دنیائے انسانیت خصوصاً برادران وطن تک پہنچانے اور منظم طریقے سے اس کو عام کرنے میں کوتاہ دست ثابت ہوئے ہیں۔ اسلام کے احکام واوامر کی بجا آوری سے غفلت، نماز، تلاوت قرآن، دعا اور حقوق العباد کا التزام نہ کرنے کی وجہ سے ہمارے مسائل بڑھتے جارہے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ائمہ، خطباء، علماء کرام اور دینی وملی اداروں کے ذمہ داران سے عقیدۂ توحید کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرنے اور اسلامی تعلیمات کے محاسن وخوبیوں کو عام کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ اس ملک کی بہت بڑی آبادی ہماری دعوت ومشن سے ناواقف اور محروم ہے جس کی بنا پر اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے میں برادران وطن کے درمیان بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کے ازالہ کے لیے منظم کوشش کرنا اور ان سے روابط کو مضبوط بنانا اور خلیج کو پاٹنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک وملت کی تمام تنظیموں، علماء کرام اور دانشوران سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں ٹھوس عملی اقدامات کریں تاکہ آپسی پیار ومحبت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا ہموار ہو۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذریعہ ''تعارف سیرت'' کے نام سے جاری مہم کا خیرمقدم کرتا ہے اور اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیتا ہے۔ نیز امید کرتا ہے کہ جمعیت کی قیادت اسے منظم انداز میں اپنی ذیلی جمعیات کے توسط سے وسیع پیمانے پر عام کرے گی تاکہ اس کے دوررس اور دیرپا اثرات مرتب ہوسکیں۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا ماننا ہے کہ مدارس اسلامیہ امت کا عظیم سرمایہ ہیں جنھوں نے تعلیم وتربیت کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور ایک بڑی تعداد خصوصا غریب ونادار طلباء کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے ساتھ ہی ناخواندگی کی شرح کو کم کرنے میں حکومت کا تعاون کیا ہے۔ اس لیے ان کی بقا وتحفظ کے لیے مشترکہ لائحہ عمل لازمی وضروری ہے۔ حالیہ دنوں میں بعض صوبائی حکومتوں نے مدارس کے سروے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس میں ان کا تعاون کرے۔ حساب وکتاب اور تمام کاغذات ہمیشہ درست رکھیں۔ علاوہ ازیں مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بغیر عدالتی کارروئی اور فیصلہ کے کسی کی بھی عبادت گاہ اور تعلیمی ادارہ کو ڈھانے کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس صاحب ثروت اور اصحاب خیر حضرات سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ دینی تعلیمی اداروں کے تعاون کے ساتھ ہی ساتھ ایسے اعلیٰ عصری تعلیمی اداروں کے قیام کو یقینی بنائیں جہاں قوم کے نونہال اپنی دینی وتہذیبی شناخت کو باقی رکھتے ہوئے علوم وفنون کے ہر میدان میں دوسروں کے شانہ بشانہ چلنے کی استعداد پیدا کرسکیں اور ملک وملت کی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کرسکیں۔

☆ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملی، رفاہی اور سماجی تنظیموں، اداروں کے سربراہان اور علماء کرام سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ عالمی سطح پر امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر ایک دوسرے کے خلاف اظہار خیال سے پرہیز کریں، اور یہ ہرحال میں اور ہمیشہ مطلوب ہے۔ اہم دینی وملی مسائل میں آپسی تعاون، باہمی صلاح ومشورہ کے ذریعہ کوئی متفقہ رائے بنانے کی کوشش کریں کیوں کہ کسی ملی مسئلہ پر الگ راہ اختیار کرنا، ملت میں انتشار کا سبب بن جاتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ایسے ٹی وی ڈیبیٹ میں شرکت سے گریز کی اپیل کرتا ہے جس میں یکطرفہ اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور اہم ملکی وقومی وعوامی ایشوز پر مباحثہ نہ کرکے دانستہ طور پر ایک خاص کمیونٹی کو ٹارگیٹ کیا جاتا ہے۔ ہاں! ایسے ملی نمائندوں کی ڈبیٹ میں شرکت میں کوئی حرج نہیں ہے جن کی متعلقہ مسائل پر گہری نظر ہو اور حاضر جوابی کا ملکہ رکھتے ہوں، ساتھ ہی انہیں اس بات کا بھی یقین ہو کہ جس چینل پر وہ ڈیبیٹ میں شرکت کررہے ہیں وہاں ان کے ساتھ کوئی بھید بھاؤ نہیں کیا جائے گا اور اظہار خیال کا پورا موقع فراہم کیا جائے گا۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اس بات کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ بعض تنگ نظر سیاستداں یا مذہبی رہنما وقتا فوقتا مسلمانوں کے خلاف زہرافشانی کرتے رہتے ہیں حتی کہ عوامی پروگراموں میں اور پولیس کی موجودگی میں ان کے سماجی وتجارتی بائیکاٹ کی کال بھی دیتے ہیں۔ ایسے میں مؤقر عدلیہ اور ذمہ داران ازخود اقدام کریں اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو باقی رکھنے میں اپنا اہم کردار ادا کرے۔ اور عاملہ کا اجلاس عوام سے ہرحال میں پرامن رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا اس بات پر یقین ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی، گنگا جمنی تہذیب، تعاون باہمی اور رواداری جیسی صفات وطن عزیز کی شناخت رہی ہیں لیکن کچھ لوگوں کے غلط بیانات اور تحریروں سے ہماری یہ پہچان و شناخت کمزور اور دھندلی پڑتی جارہی ہے۔ اس طرح کے منفی بیانات ملک وانسانیت کے مفاد میں نہیں ہیں لہٰذا یہ اجلاس الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا کے ذمہ داروں اور مالکان سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے بیانات اور تحریروں کو شائع نہ کریں جو ملک کی بدنامی کا باعث اور ترقی میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ میڈیا جمہوریت کا چوتھا ستون

ہے اس سے عوام وخواص کو کافی امیدیں وابستہ ہیں اس لیے ملکی وعالمی میڈیا کو اپنی صحافتی ذمہ داری ایماندارانہ طریقہ سے نبھانی چاہئے تا کہ ہمارے ملک کی تہذیب و ثقافت کی شناخت اور وطن عزیز کی نیک نامی باقی رہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ تمام مذاہب اور ان کے دھرم گرو قابل احترام ہیں۔ کسی کی مذہبی تعلیمات کی غلط تشریح کرنا، غلط طریقے سے پیش کرنا اور کسی بھی دھرم کے پیشواو دھرم گرو کی توہین کرنا قانونی و مذہبی اعتبار سے غلط ہے۔ لہٰذا یہ اجلاس تمام باشندگان وطن سے اپیل کرتا ہے کہ وہ کسی کی مذہبی تعلیمات کو غلط طریقے سے پیش نہ کریں کیوں کہ آئین ہند ہر شہری کو اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے اور اپنی پسند کے مذہب کو اپنانے کی آزادی دیتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور بیرون ملک ہونے والے ہر طرح کے دہشت گردانہ واقعات کی مذمت کرتا ہے اور اس کا ماننا ہے کہ دہشت گردی کا کسی بھی مذہب سے کوئی تعلق نہیں، دہشت گردی پھیلانے والوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس لیے دہشت گردانہ واقعات کو کسی مذہب سے جوڑنا مبنی برانصاف نہیں ہے۔ یہ بہت افسوسناک ہے کہ کچھ لوگوں نے دہشت گردی کو دوسروں کے مذہب کو بدنام کرنے کا ذریعہ بھی بنالیا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی مختلف جیلوں میں محبوس نوجوانوں کے مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے نوجوانوں کی رہائی کا فوری انتظام کرتے جو بے گناہ ہوں، اور عدلیہ نے جنہیں بے گناہ قرار دے کر رہا کر دیا ہے ان کے مستقبل کو بہتر بنانے میں تعاون کریں۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ روز افزوں بے روزگاری، روزمرہ کی خوردنی اشیاء کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ، کالا بازاری وطن عزیز کے سنگین مسائل ہیں، ان پر کنٹرول کیے بغیر ملک کی ترقی اور عوام کی خوش حالی ممکن نہیں ہے لہٰذا یہ اجلاس حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ان عوامی مسائل کی جانب توجہ مبذول کریں اور ان کے حل کے لیے موثر اقدامات کریں۔

☆ شراب نوشی اور دیگر منشیات صحت انسانی کے لیے انتہائی مضر ہیں جس کی بنا پر کئی صوبوں میں شراب نوشی اور اس کے کاروبار پر پابندی عائد کر دی گئی ہے لہٰذا مجلس عاملہ کا یہ اجلاس صوبائی و مرکزی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ شراب نوشی اور دیگر منشیات پر پابندی عائد کر دیں تا کہ جان ومال اخلاق وکردار سب کے لیے یکساں نقصان دہ اس لعنت سے سماج ومعاشرے کو نجات دلائی جاسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے مختلف حصوں میں بے موسم کی برسات سے ہونے والے نقصانات اور سیلاب کی تباہ کاریوں پر فکرمندی اور متاثرین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے نیز حکومتوں اور برادران وطن سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں سیلاب زدگان کی راحت رسانی میں بھرپور تعاون کریں۔ اسی طرح یہ اجلاس اس طرح کی قدرتی آفات کو رب کی جانب سے ایک آزمائش اور بندوں کو اعمال کے محاسبہ کا موقع دینے سے تعبیر کرتا ہے۔

☆ عالمی سطح پر ملکوں کے مابین آپسی رنجش عموماً اور روس و یوکرین کے درمیان تصادم کی صورتحال خصوصاً پوری انسانیت کے لیے تشویشناک ہے۔ اس ضمن میں مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ وہ امن عامہ کی خاطر آپسی تنازعات کو مذاکرات سے حل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ جنگ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں بلکہ برتری کا رجحان بہرصورت مہلک اور خطرناک ثابت ہوتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلسطین میں اسرائیل کی ظالمانہ کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطینیوں کے حقوق کا تحفظ کرے اور اسرائیل کی فلسطینیوں کے خلاف جارحانہ کارروائی پر قدغن لگائے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس معروف سماجی کارکن جناب امان اللہ صاحب کے جواں سال صاحبزادے آصف کمال، عبدالسلام شکراوہ ہریانہ کے دو جواں سال لڑکے عالم دین مولانا انیس سنابلی اور مولانا اعجاز سنابلی مدنی، سابق رکن شوری مولانا نواب احمد سلفی مرحوم کی اہلیہ محترمہ، جامعہ نجم الہدیٰ آم تلہ مرشدآباد، مغربی بنگال کے صدرالمدرسین معروف عالم دین اور مشہور بنگلہ خطیب الحاج مولانا شوکت علی صاحب، جماعت اسلامی کے سابق امیر مولانا سید جلال الدین عمری، ضلعی جمعیت اہل حدیث مالدہ کے ناظم معروف عالم دین مولانا محمد اسرائیل عالیاوی صاحب کی والدہ ماجدہ، الحاج عبدالرحمٰن جھکاوی، حال مقیم پورنیہ کی اہلیہ، جامعہ محمدیہ منصور مالیگاؤں کے موقر استاذ معروف عالم دین مولانا نیاز احمد طیب پوری صاحب، صوبائی جمعیت اہلحدیث بہار کے نائب امیر ورکن مجالس عاملہ وشوریٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند معروف عالم دین مولانا محمد خوشید عالم مدنی صاحب کی اہلیہ محترمہ، مدرسہ اصلاحیہ سیما پور کٹیہار، بہار کے سکریٹری اور سابق ایم ایل اے جناب عبدالشکور سلفی صاحب وغیرہم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، ان کی خدمات کو قبول کرے، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جمعیت و جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ کا چاند دیکھا گیا

دہلی: ۲۵رنومبر ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۳۰/ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۵/نومبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب بمقام اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رؤیت ہلال ماہِ جمادی الاولیٰ کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے چنانچہ بعض صوبوں سے رؤیت ہلال کی مصدقہ و مستند خبریں موصول ہوئیں۔ بنابریں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی نے یہ فیصلہ کیا کہ کل مورخہ ۲۶رنومبر ۲۰۲۲ء، بروز ہفتہ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ کی پہلی تاریخ ہوگی۔ ان شاءاللہ

....

جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ (دار الدعوۃ) لال گوپال گنج، (پریاگ راج) میں ایک روزہ تعلیمی واصلاحی پروگرام کا انعقاد

جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، لال گوپال گنج (پریاگ راج) میں بتاریخ ۳۰رنومبر ۲۰۲۲ء بروز بدھ بوقت صبح دس بجے تا مغرب ایک روزہ تعلیمی واصلاحی پروگرام بعنوان: ''دینی تعلیم کی اہمیت وضرورت اور اس کے تقاضے'' زیر سرپرستی فضیلۃ الدکتور عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی (بانی ادارہ) وزیر صدارت حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی/ حفظہ اللہ تعالیٰ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا جس میں مشاہیر اہل علم شریک ہوئے۔ اور سامعین وحاضرین کو اپنے قیمتی خطابات سے مستفید فرمایا۔ خطبائے عظام میں مولانا طاہر حسین سلفی صاحب/ استاذ جامعہ سلفیہ بنارس، مولانا عبد الوہاب حجازی صاحب/ استاذ جامعہ خیر العلوم ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، جناب مولانا ریاض احمد سلفی صاحب/ شیخ الجامعہ، جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، مولانا محمد حسان خان سلفی صاحب/ ناظم اعلیٰ جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، مولانا اقبال احمد صاحب محمدی/ مئو شامل تھے۔

تمام خطبائے کرام نے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر نہایت جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی۔ ان کے علاوہ مولانا محمد مظہر صاحب اعظمی، مولانا شفیق احمد صاحب ندوی/ استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئوناتھ بھنجن نے پروگرام اور جامعہ کے تئیں اپنے بہترین تاثرات کا اظہار فرمایا۔

اخیر میں امیر محترم/ حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وقیع صدارتی خطاب سے نوازا جس میں مدارس دینیہ کی اہمیت وافادیت اور ان کو درپیش خطرات سے روشناس کراتے ہوئے ان کی حفاظت کے تئیں حساس ومستعد رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس پروگرام میں مقامی حضرات کے علاوہ شہر الہ آباد واطراف، نیز پرتاب گڈھ ورائے بریلی تک سے سامعین شریک ہوئے۔ راقم السطور نے شرکاء اجلاس کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا جس میں ان کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ادارہ کے بعض اہم شعبوں اور سرگرمیوں پر سرسری روشنی ڈالی۔ مغرب کی اذان تک یہ پروگرام جاری رہا۔ (از ہر بن عبدالرحمٰن الرحمانی، جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، لال گوپال گنج)

مشہور ومعروف عالم دین، محقق ومصنف ومدرس، استاذ الاساتذہ مولانا محفوظ الرحمن صاحب فیضی / حفظہ اللہ تعالیٰ ''فریوائی ایوارڈ'' سے سرفراز: مشہور ومعروف مصنف ومحقق ومدرس، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب فیضی/ حفظہ اللہ تعالیٰ وتولاہ، سابق شیخ الجامعہ/ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو، کو بتاریخ ۳۰رنومبر ۲۰۲۲ء بروز بدھ جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، لال گوپال گنج میں منعقد ایک روزہ تعلیمی واصلاحی پروگرام کے موقع پر بدست حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی/ حفظہ اللہ تعالیٰ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند ''عبد الجبار فریوائی ایوارڈ'' برائے خدمت دین وعلوم شریعت (۲۰۲۲ء) سے نوازا گیا جو توصیفی سند، ایک شال اور مبلغ پچاس ہزار روپے پر مشتمل تھا۔

یہ ایوارڈ فریوائی اکیڈمی پریوا نرائن پور پرتاپ گڈھ کے ڈائرکٹر محترم جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن ابن عبدالجبار الفریوائی صاحب کی طرف سے ہر سال کسی نامور عالم یا محقق ومؤلف کو دیا جاتا ہے۔ اب تک جن علماء کرام کو اس ایوارڈ سے نوازا جاچکا ہے ان میں محترم جناب ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا محمد رئیس ندوی/ رحمہ اللہ، مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ تعالیٰ، جناب فضا ابن فیضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی ہستیاں شامل رہی ہیں۔

مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب فیضی/ حفظہ اللہ تعالیٰ اپنی علالت کی وجہ سے پروگرام میں شریک نہیں ہوسکے تھے۔ ان کی نیابت کرتے ہوئے مولانا اقبال احمد محمدی صاحب نے یہ انعام وصول کیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا فیضی صاحب کو صحت وعافیت تامہ سے نوازتے ہوئے انھیں دین وعلم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (از ہر بن عبدالرحمٰن الرحمانی، جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، لال گوپال گنج)

صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال کے اشتراک سے کولکاتا الہدی ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام عظیم الشان ''رسول رحمت کانفرنس'' کا انعقاد: کولکاتا الہدی ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام بتعاون صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال بتاریخ ۱۱ دسمبر ۲۰۲۲ بروز اتوار مہاجتی سدن کولکاتا میں عظیم الشان ''رسول رحمت کانفرنس'' امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند جناب مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں ملک کے مختلف گوشوں سے علماو دانشوران، ملی تنظیموں کے نمایندگان اور دیگر سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس کا آغاز جامعہ الھدی الاسلامیہ ہوڑہ (کولکاتا) کے ایک طالب علم فرحان محبوب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مرتضی اسلام الہادی نے نعت نبی ﷺ پیش کی، ناظم اعلی صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال مولانا ذکی احمد مدنی صاحب نے افتتاحی کلمات میں تمام مقررین، علما، کرام، ملی تنظیموں کے نمایندگان، اراکین سوسائٹی، جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال کے اراکین اور دیگر حاضرین کا پرجوش اور پرتپاک استقبال کیا، اس کے بعد سکریٹری آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت مغربی بنگال جناب عبدالعزیز صاحب نے نبی ﷺ کی تواضع اور انکساری وعاجزی پر روشنی ڈالی، نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار مولانا خورشید عالم مدنی صاحب نے عظمت رسالت کے عنوان پر مفصل خطاب کیا جس میں انھوں نے کہا کہ ہمارے رسول ﷺ سب سے عظیم ہیں، ان کی عظمت کی گواہی عرش والے نے دی، جب بھی کسی نے شان رسالت میں بدزبانی کی تو پروردگار نے اس کی تردید میں آیتیں نازل فرمائی، آپ کو بے شمار خصوصیات اور معجزات سے نوازا، ان کی عظمت کی گواہی اپنوں نے بھی دی اور غیروں نے بھی، خدمت گاروں نے بھی آپ کے عظیم اخلاق کی گواہی دی تو آپ کی بیویوں نے آپ کے انسانی اور رفاہی کاموں کو بیان کر کے آپ کے بیتاب دل کو تسلی دی۔ سکریٹری جماعت اسلامی ہند مغربی بنگال شاداب معصوم صاحب نے آپ ﷺ کے آداب گفتگو کو بیان کیا۔ ریاستی کابینی وزیر وصدر جمعیت علمائے مغربی بنگال مولانا صدیق اللہ چودھری نے رسول اکرم کی سادگی، خصال حمیدہ اور نعوت جلیلہ کا ذکر کیا، روزنامہ قلم بنگلہ کے ایڈیٹر جناب احمد حسن عمران نے سیرت رسول پر گفتگو کرتے ہوئے رسول رحمت ﷺ پر کانفرنس منعقد کرنے اور اس پر کتابیں نشر کرنے کی اپیل کی کیوں کہ اسی کے ذریعہ عظمت رسول کا اظہار ہوگا۔ ناظم اعلی صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال مولانا ذکی احمد مدنی نے ''آپ ﷺ سارے جہان کے لیے رحمت'' کے عنوان پر بیان دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ سارے جہان کے لیے رحمت، عورتوں کے لیے، مردوں کے لیے، بچوں کے لیے بلکہ پوری امت دعوت وامت اجابت کے رحمت ہیں، جو شریعت آپ لائے اس میں بہت آسانی اور تسامح وتخفیف ہے۔ آپ نے امت کے لیے پتھر کھائے لیکن انھیں بددعا نہیں دی، اپنی امت کے لیے راتوں میں آنسو بہائے، اپنی خصوصی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا کر رکھا۔ یہ سب آپ ﷺ کی رحمت کے مظاہر ہیں، امت مسلمہ چاہیے کہ وہ سیرت طیبہ کو پڑھے، اس پر عمل کرے اور اس کو عام کرے۔

امام عیدین قاری فضل الرحمٰن صاحب نے آپ ﷺ کے صدق وامانت، دیانت وراست بازی کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ پوری زندگی آپ ﷺ کو کسی نے جھوٹا نہیں کہا، یہ الگ بات ہے کہ آپ کی لائی ہوئی شریعت کا انکار کیا، آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھیں، جن کی ادائیگی کے لیے آپ نے ہجرت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکلّف بنایا، رفیق گلوبل اسکول کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ظل الرحمٰن تیمی صاحب نے ''اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں سیرت نبوی کا کردار'' پر خطاب کیا، جس میں انھوں نے کہا کہ ہم دس چیزیں اپنے گھر میں نافذ کریں تو صالح معاشرہ کی تشکیل یقیناً ہوگی۔ گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک، خدمت گاروں، پڑوسیوں، عورتوں اور غریب ونادار لوگوں کے ساتھ رسول رحمت ﷺ کا حسن برتاؤ، غیر مسلموں کو ہدیہ دینا، ان سے کاروباری تعلقات پیدا کرنا، اسلامی تعلیمات ان تک پہنچانا وغیرہ، ان چیزوں کو اپنا کر صالح معاشرہ کی تشکیل کی جاسکتی ہے، ممبر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ مولانا ابو طالب رحمانی نے خدمت خلق اور سیرت رسول ﷺ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ کی سیرت کے ہر گوشے اور ہر حصے میں خدمت خلق کا مظہر نظر آتا ہے۔ نبوت سے ماقبل اور رسالت کے بعد ہر دو صورت میں آپ نے خدمت خلق اور انسانی وسماجی خدمات کے ایسے نمونے پیش کیے ہیں کہ جن کی نظیر ملنی ناممکن ہے، ہمیں اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند جناب الحاج وکیل پرویز نے بھی اپنے گراں قدر تاثرات سے نوازا۔ اخیر میں صدر کانفرنس امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ونائب صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی صاحب کا کلیدی صدارتی خطاب ہوا جس میں انھوں نے کہا کہ غیر مسلموں کی خدمت اور حسن تعامل میں بھی آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہ تھا، غیر مسلم یتیموں کی کفالت، غیر مسلم بیواؤں، غریبوں اور رشتہ داروں کی مدد اور ان کے ساتھ صلہ رحمی وغیرہ اس کی واضح مثالیں ہیں۔ یمامہ کے بادشاہ ثمامہ کے ساتھ حسن تعامل اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ نے غیر مسلموں کا بہت خیال رکھا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سیرت نبوی کو اپنائیں اور اپنوں اور غیروں کے ساتھ بہتر سے بہتر طرز عمل اختیار کریں۔ اخیر میں کولکاتا الہدی ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے سکریٹری مولانا ذکی احمد مدنی صاحب کے شکریہ کے ساتھ رسول رحمت کانفرنس کے اختتام کا اعلان ہوا۔ اس کانفرنس میں کولکاتا ومضافات اور مغربی بنگال کے مختلف اضلاع سے ہزاروں کی تعداد میں مرد وخواتین نے شرکت کی اور پورا مہاجتی سدن بھر رہا اور سبھوں نے ہمہ تن گوش ہو کر سیرت رسول کے مختلف گوشوں کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ گوش گذار کیا۔ الحمدللہ کانفرنس بہت بہت کامیاب رہی (رپورٹ: مولانا ذکی احمد مدنی ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال) ☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کے زیر اہتمام

دو روزہ عالمی سیمینار

بعنوان

شیخ محمد عزیر شمس رحمہ اللہ - حیات و آثار

(سیمینار کے انعقاد کی تاریخ کا اعلان جلد ہی کیا جائے گا)

اس تاریخی موقع پر شیخ محمد عزیر شمسؒ کے معارف و آثار پر مشتمل وقیع یادگار مجلّہ شائع ہوگا۔ ان شاءاللہ

الحمدللہ! ملک و بیرون ملک سے علماء و محققین کے گرانقدر مقالات موصول ہو رہے ہیں۔ مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات جلد از جلد ارسال فرمائیں۔

مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں: 9213172981, 7290902785
ozairshamsseminar@gmail.com

شعبۂ نشر و اشاعت

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل 4116 اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۶ Ph: 011-23273407, 011-23246613
Website: www.ahlehadees.org, Email: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

خوشخبری خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

کلینڈر 2023

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید
قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر
چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

اپنا آرڈر پیشگی بک کرائیں۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid, Delhi-110006

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292
Ph:011-23273407,Fax:011-23246613